عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۲۸ رمضان تا ۱۱ شوال ۱۴۱۷ھ بمطابق ۷ تا ۲۰ فروری ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۳۷، ۳۸

فضائل و مسائل عید الفطر

گناہوں کے نقصانات

ڈاکٹر عبد السلام ایک سراب

مسلمانوں اور غیروں کی عید

قیمت: ۵ روپے

عیدین کی نماز

اگر نمازِ عید میں مقتدی کی تکبیرات نکل جائیں تو نماز کس طرح پوری کرے؟

س...... عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوتی ہے ایسی صورت میں کہ زائد تکبیریں نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

ج...... اگر امام تکبیرات سے فارغ ہوچکا ہو، خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو، بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رکوع میں جاچکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوجائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصہ میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر۔ اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س...... عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں، اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج...... نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدہ سہو ہورہا ہے۔ اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

نمازِ عیدین پر خطبہ، دعا اور معانقہ

س...... کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج...... یہ سنت نہیں، محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے۔ اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر کے مسائل:

س...... صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟

ج...... صدقہ فطر کے مسائل حسب ذیل ہیں:

○ صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے۔

○ جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہوجائے تو یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (چاندی کی قیمت بازار سے دریافت کرلی جائے)

○ ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

○ جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے۔ صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحب نصاب ہوں۔

○ جو بچہ عید کی رات صبح صادق طلوع سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔

○ جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں، اور اگر صبح صادق کے بعد مرا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

○ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کردینا بہتر ہے۔ لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے، اور جب تک ادا نہیں کرے گا اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔

○ صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے اور اتنی قیمت کی اور چیز بھی دی جاسکتی ہے۔

○ ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک سے زیادہ فقیروں محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے اور کئی آدمیوں کا صدقہ ایک فقیر محتاج کو بھی دینا درست ہے۔

○ اپنے حقیقی بھائی، بہن، چچا، پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ، دادا، دادی کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد ۱۵ شمارہ ۳۷، ۳۸

۲۸ رمضان تا ۵ شوال ۱۴۱۷ھ

بمطابق ۷ تا ۱۳ فروری ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل وتزئین: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	۲
فضائل و مسائل عید الفطر	۶
ڈاکٹر عبدالسلام ...... ایک سراب	۱۰
مسلمانوں اور غیروں کی عیدیں	۱۳
گناہوں کے نقصانات	۱۶
انبیاء کرام کی خصوصیات	۱۷
حیات عیسیٰ علیہ السلام	۱۹
دارالعلوم دیوبند اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت	۲۱
اخبار ختم نبوت	۲۳
ہم مسلمان کیسے ہوئے؟	۲۵

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199

اداریہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رات آتی ہے تو لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں بعض وہ ہوتے ہیں جو شب بیداری اور تہجد گزاری کے ذریعہ رات سے خوب نفع اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی بخشش اور مغفرت کا فیصلہ کرالیتے ہیں' اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ رات کی تاریکی ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوتی ہے کہ وہ اس تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زنا چوری وغیرہ گناہ کرتے ہیں' اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو رات سے نفع اٹھاتے ہیں اور نہ نقصان رات آئی اور گہری نیند سوگئے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں بھی ہمیں اپنی زندگی خصوصاً" رمضان المبارک کے لحات کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس سے ہم نے کس درجہ کا فائدہ اٹھایا ہے؟ اٹھایا بھی ہے یا سوتے رہے؟ اگر اب بھی غفلت اور خدا فراموشی سے باز نہ آئے تو کیا صبح قیامت کو اس سے باز آئیں گے؟ لیکن اس دن کا افسوس اور ندامت ذرہ برابر نفع نہیں دیں گے۔ رمضان المبارک بلاشبہ ایک عالی شان تحفہ تھا' بالفرض ہم اس کی قدر و قیمت نہیں پہچان سکے تو اب بھی اس کا تدارک ممکن ہے کہ آئندہ کی چند روزہ زندگی کو صحیح خطوط اور شرعی اصولوں پر گزارنے کا تہیہ کرلیں۔ تو انشاء اللہ اب بھی وقت ہے کہ ماضی کی تلافی ہوجائے گی۔ "صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے"۔ ارشاد نبوی "تمام بنی آدم خطاکار ہیں مگر بہترین خطاکار وہ ہے جو گناہ کے بعد توبہ کرلے" کے مصداق ہمیں اپنی سابقہ خطاؤں پر توبہ و ندامت کے آنسوں بہاکر بارگاہ الٰہی سے بہترین خطار کا اعزاز حاصل کرلینا چاہئے۔

احتساب کے حوالہ سے یہ عرض کرنا بھی مناسب ہوگا کہ گزشتہ دنوں قائم ہونے والی نگران حکومت نے احتساب کا نعرہ مستانہ بلند کیا' جس کا غلغلہ ملک بھر میں بلند ہوا اور یوں ایوان بالا سے بلند ہونے والے اس نعرہ کی صدائے بازگشت ملک بھر کی در و دیوار سے ٹکرانے لگی ملک کے ہی خواہ اور سنجیدہ طبقہ نے اسے نیک فال سمجھا اور حاسبوا قبل ان تحاسبوا" کا مصداق قرار دیا دین دار طبقہ میں خصوصاً" خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ انشاء اللہ اس سے لادین عناصر' ملک و ملت کے غداروں اور یہودی گماشتوں' قادیانی اور صیہونی ایجنٹوں کی تطہیر ہوگی' لیکن شومئی قسمت کہ انکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا' اور حکمران طبقہ کا یہ نعرہ محض فریب اور دھوکہ ثابت ہوا' بجائے اس کے کہ قادیانیوں سے ملک کو پاک کیا جاتا الٹا انہیں اعلیٰ مناصب سے نوازا گیا' سندھ کابینہ میں ایک مشہور و متعصب قادیانی کو کئی وزارتوں کے اہم قلمدان سپرد کئے گئے۔ ملک بھر میں اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے صدر سے ملاقاتیں ہوئیں خیر خواہی سے سمجھایا گیا' مگر احتساب احتساب کا نعرہ لگانے والے حکمران ان سے ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ناموس رسالت کے پروانوں کے جذبات کو کچلا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی عقیدت و محبت کا دم بھرنے والوں نے آپ کے دشمنوں کو گلے لگایا۔ اقتدار کے نشے میں محبت نبوی کے تقاضوں کو بھول بیٹھے' انہیں خیال نہیں آتا کہ ان کا بھی ایک دن احتساب ہوگا۔ انہیں ایک دن آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی ضرورت ہوگی۔ انہیں ایک دن بارگاہ عالی میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ کیا بہتر نہیں تھا کہ حکمران اس دن سے پہلے خود اپنا احتساب کرلیتے اور ہمیشہ ہمیشہ کی رسوائی سے بچ جاتے۔ اب بھی وقت ہے اپنے کئے پر ندامت کے آنسوں بہائیں اور توبہ کریں اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے مستحق قرار پاکر' محاسبہ آخرت سے نجات حاصل کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رمضان اور احتساب...... کیا کھویا کیا پایا؟

رمضان المبارک اہل ایمان کی اصلاح و تربیت و تطہیر و تزکیہ اور تحصیل تقویٰ کا مکمل نصاب ہے۔ جو بارگاہ الٰہیہ سے ہمارے لئے تجویز فرمایا گیا' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ" مگر یہ اصلاح و تربیت اور ریاضت و مجاہدہ اسی صورت میں مفید و موثر اور کار آمد ہو سکتا ہے جبکہ اس کے صحیح حقوق و فرائض کی پاسداری کی جائے' کام اور احکام و ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے۔

رمضان المبارک رحمت و مغفرت' اور آگ سے خلاصی کی مبارک خوشخبریوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سرکش شیطان باندھ دیئے جاتے ہیں' جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' نیکی کرنے والوں کا "اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ" کہہ کر استقبال کیا جاتا ہے اور گنہ گاروں کو "اے شر کے متلاشی رک جا" کے اعلان سے انہیں گناہ آلود زندگی سے تائب ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ جس آدمی نے اس بابرکت مہینہ کی قدر کی' مغفرت اس کا استقبال کرتی ہے اور جس نے اس کی ناقدری کی' آنحضرت ﷺ نے آمین کہہ کر اس کی ہلاکت و بربادی پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ اس میں حسنات کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ نوافل فرائض کے برابر اور فرائض ستر گنا کر دیئے جاتے ہیں۔ الغرض کہ اس کا ایک ایک لمحہ اس قابل ہے کہ اسے حسنات کی شکل میں محفوظ کر لیا جائے۔ اس کے ایک لمحہ کی عبادت غیر رمضان کے سالوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کا ایک روزہ قضا ہو جائے تو ساری زندگی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ اس ماہ کے روزہ دار کو دو خوشیاں دی جاتی ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ یوں تو ہر عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے مگر روزہ کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اپنے لئے تعبیر فرمایا اور فرمایا کہ اس کا بدلہ میں اپنے دست قدرت اور اور اپنی شان کے مطابق عطا کروں گا۔ اسی ماہ کی عید کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے رمضان بھر کے روزہ داروں کی مغفرت کا اعلان عام ہوتا ہے اور روزہ دار عید سے فارغ ہوتے ہیں تو بخشے بخشائے گھر لوٹتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی مغفرت پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو گواہ بناتے ہیں۔

الغرض رمضان المبارک' سلوک ربانی کا مہینہ تھا آیا اور چلا گیا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس ماہ مبارک کے قیمتی لمحات سے کس قدر نفع اٹھایا ہے؟ اس میں کیا پایا اور کیا کھویا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس کی ناقدری کر کے اپنی نالائقی اور بدبختی پر مہر نبوی ثبت کرالی ہو۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کے تدارک کی کیا شکل ہو؟ رمضان المبارک ہماری صلاح و فلاح کے لئے بارگاہ ایزدی سے بھیجے گئے تھے یقیناً" وہ ہمارے لئے ایک مہمان کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیا ہم نے اس فرستادہ خداوندی اور سرکاری مہمان کی قدر کی؟ کیا وہ ہم سے راضی ہو کر گئے؟ اگر نہیں تو اس کے راضی کرنے کی کیا شکل ہوگی؟ رمضان المبارک اور قرآن کریم' دو ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش بارگاہ عالی میں قبول کی جائے گی۔ اللہ کی بارگاہ میں جس کے حق میں سفارش کریں گے قبول ہوگی' اگر خدانخواستہ کسی کے خلاف بارگاہ الٰہی میں استغاثہ کریں تو اس کی ہلاکت میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟ ہم میں سے ہر ایک کو خود احتسابی جذبہ کے تحت اس کا بغور جائزہ لینا چاہئے کہ رمضان بھر میں ہم سے کوئی ایسی کوتاہی تو نہیں ہوئی جس سے رمضان المبارک اور قرآن کریم ہم سے روٹھ گئے ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایسی کسی نالائقی کا شائبہ بھی ہو تو ہمیں فوراً" صمیم قلب سے اس پر توبہ کرنا چاہئے اور بارگاہ عالی میں آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کرنا چاہئے۔

فضائل و مسائل عید الفطر

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں' اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے' بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ کو۔ رمضان المبارک دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ اسی پورے مہینے میں روزے امت مسلمہ پر فرض کیے گئے۔ اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافہ کی ترغیب دی گئی۔ الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے خاتمہ پر جو دن آئے ایمانی و روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس امت کے جشن و مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے۔ چنانچہ اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا ہے۔ اور ۱۰ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں امت مسلمہ کے مؤسس و مورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم و اشارہ پاکر اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لئے اللہ کے حضور پیش کرکے اور ان کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عشق و محبت اور قربانی کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسماعیل کو زندہ و سلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمائی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر انی جاعلک للناس اماما کا تاج رکھ دیا تھا اور ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لئے "رسم عاشقی" قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جاسکتا ہے تو اس امت مسلمہ کے لئے و ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیلی کی نمائندہ ہے ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا۔ جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا' اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا حج کا سالانہ اجتماع اور اس کے مناسک قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اصل اور اول درجے کی یادگار ہے' اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عید الاضحیٰ کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل اور دوم درجہ کی یادگار ہے۔ بہرحال ان دونوں (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) کی ان خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور امت مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا۔

اس تمہید کے بعد ان دونوں عیدوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں ذیل میں پڑھئے۔ اصل مقصد تو یہاں عیدین کی نماز کا بیان ہے' لیکن "ضمناً" اور "تبعاً" ان دونوں عیدوں سے متعلق دوسرے اعمال و احکام کی حدیثیں بھی یہیں درج کی جائیں گی' جیسا کہ حضرات محدثین کا عام طریقہ ہے۔

عیدین کا آغاز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کرچکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے' اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا

اصلیت اور تاریخ ہے؟) انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (یعنی) اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کردیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم عیدالاضحیٰ اور یوم عیدالفطر۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد و تصورات ان کی تاریخ و روایت کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں' اس لئے ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے اپنی جاہلیت کے دور میں اہل مدینہ جو دو تہوار مناتے تھے وہ جاہلی مزاج و تصورات اور جاہلی روایات ہی کے آئینہ دار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلکہ حدیث کے صریح الفاظ کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ان قدیمی تہواروں کو ختم کرا کے ان کی جگہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دو تہوار کو ختم کرا کے ان کی جگہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دو تہوار اس امت کے لئے مقرر فرمادیئے جو اس کے توحیدی مزاج اور اصول حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ و روایت اور عقائد و تصورات کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ کاش اگر مسلمان اپنے ان تہواروں ہی کو صحیح طور پر اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق منائیں تو اسلام کی روح اور اس کے پیغام کو سمجھنے سمجھانے کے لئے صرف یہ دو تہوار ہی کافی ہوسکتے ہیں۔

عیدین کی نماز اور خطبہ وغیرہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھاتے تھے' پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف رخ کرکے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے' پھر آپ ﷺ ان کو خطبہ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور احکام دیتے تھے اور اگر آپ کا ارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیار کرکے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ (عیدین کی نماز و خطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ کو کوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے پھر (ان سارے مہمات سے فارغ ہوکر) آپ ﷺ عیدگاہ سے واپس ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

تشریح

جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر اس میدان میں پڑھتے تھے جس کو آپ ﷺ نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا تھا اور گویا (عیدگاہ) قرار دے دیا تھا۔ اس وقت اس کے گرد کوئی چہار دیواری بھی نہیں تھی' بس صحرائی میدان تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی سے قریباً ایک ہزار قدم پر تھا۔ آپ ﷺ عید کی نماز ایک مرتبہ بارش کی مجبوری سے مسجد شریف میں بھی پڑھی ہے۔ جیسا کہ آگے ایک حدیث میں اس کا ذکر آئے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن نماز و خطبہ کے بعد عیدگاہ ہی میں اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مجاہدین کے لشکر اور دستے بھی منظم کئے جاتے تھے اور وہیں سے ان کو روانہ اور رخصت کیا جاتا تھا۔

عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت ہی سنت ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ پڑھی ہے' ہمیشہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں عید کے دن نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے' پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو بلال پر سہارا لگا کر آپ ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے' پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی' اور لوگوں کو پند و نصیحت فرمائی اور اللہ کی فرمانبرداری کی ان کو ترغیب دی۔ پھر آپ خواتین کے مجمع کی طرف گئے اور بلال آپ کے ساتھ ہی تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے ان کو اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ والی زندگی گزارنے کے لئے فرمایا اور ان کو پند و نصیحت فرمائی۔ (سنن نسائی)

تشریح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں عید کے خطبہ میں مردوں کو خطاب فرمانے کے بعد عورتوں کو مستقل خطاب فرمانے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو صحیح مسلم میں ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ نے اس لئے کیا تھا کہ آپ کے خیال میں خواتین آپ کا خطبہ سن نہیں سکی تھیں۔ واللہ اعلم

فائدہ

رسول اللہ ﷺ کے

عیدین کی نماز میں خواتین بھی عام طور سے شریک ہوتی تھیں' بلکہ ان کے لئے یہ آپ' کا حکم تھا لیکن زمانہ مابعد میں جب مسلم معاشرے میں فساد آگیا تو جس طرح امت کے فقہاء اور علماء نے جمعہ اور پنج گانہ نماز کے لئے خواتین کا مسجدوں میں آنا مناسب نہیں سمجھا' اسی طرح نماز عید کے لئے ان کا عیدگاہ جانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی' اور اسے پہلے یا بعد آپ' نے کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عیدین کی نماز کا وقت

یزید بن خمیر رحبی تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر یا عیدالاضحی کے دن نماز عید پڑھنے کے لئے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لائے (امام کے آنے میں دیر ہوئی) تو آپ نے امام کی اس تاخیر کو منکر بتایا (اور اس کی مذمت کی) اور فرمایا کہ اس وقت تو ہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) اور یہ نوافل کا وقت تھا' نوافل سے مراد غالباً" چاشت کے نوافل ہیں۔

(سنن ابی داؤد)

تشریح

عبداللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کرلی تھی' اور وہیں ۸۸ھ میں حمص میں ان کا انتقال ہوا۔ غالباً" وہیں کا یہ واقعہ ہے کہ نماز عید میں امام کی تاخیر پر آپ نے نکیر فرمائی اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ نماز عید سویرے پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدالفطر اور عیدالاضحی کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ واضح حدیث وہ ہے جو حافظ ابن حجر نے "تلخیص الحبیر" میں احمد بن حسن البناء کی "کتاب الاضاحی" کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کی نماز ہم لوگوں کو ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عیدالاضحی کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے ہوتا تھا۔"

ہمارے زمانہ میں بہت سے مقامات پر عیدین کی نماز بہت تاخیر سے پڑھی جاتی ہے' یہ بلاشبہ خلاف سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے متعدد چچوں سے نقل کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے تھے ایک دفعہ ایک قافلہ (کہیں باہر سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہوں نے شہادت دی کہ کل (راستہ میں) انہوں نے چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزے کھول دیں اور کل جب صبح ہو تو نماز عید ادا کرنے کے لئے عیدگاہ پہنچیں۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ رمضان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا تو قاعدے کے مطابق اگلے دن سب لوگوں نے روزہ رکھا' لیکن دن ہی میں کسی وقت باہر کا کوئی قافلہ مدینہ طیبہ پہنچا اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے کل شام چاند دیکھا تھا تو آپ نے ان لوگوں کی گواہی قبول فرماکر لوگوں کو روزے کھولنے کا حکم دے دیا اور نماز عید کے لئے فرمایا کل صبح پڑھی جائے گی

بظاہر یہ قافلہ دن کو دیر سے مدینہ طیبہ پہنچا تھا اور نماز کا وقت نکل چکا تھا۔ شرعی مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر چاند کی رویت ایسے وقت معلوم ہو کہ نماز عید اپنے وقت پر نہ پڑھی جاسکتی ہو تو پھر اگلے دن صبح کو پڑھی جائے گی۔

عیدین کی نماز میں قرات

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تابعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا۔ بظاہر حضرت عمر کا یہ سوال یا تو ابو واقد لیثی کے علم و حافظہ کا اندازہ کرنے کے لئے تھا یا اپنے مزید اطمینان کے لئے۔ واللہ اعلم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں **سبح اسم ربک الاعلی** اور **ھل اتاک حدیث** پڑھا کرتے تھے' اور جب (اتفاق سے) عید اور جمعہ ایک ہی دن پڑ جاتا تو بھی دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

تشریح

ابو واقد لیثی اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے ان دونوں بیانوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ عیدین کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورۃ ق اور سورۃ قمر پڑھتے تھے' اور کبھی سورۃ اعلی و سورۃ غاشیہ۔

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید کی نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھائی۔ (سنن ابی داؤد' سنن ابن ماجہ)

تشریح

عیدین میں "امت مسلمہ کا تہوار" اور "دینی جشن" ہونے کی جو شان ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کی قوموں کے جشنوں میں اور میلوں کی طرح ہمارا عیدین کی نماز والا اجتماع بھی کہیں کھلے میدان میں ہو اور جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول و دستور بھی یہی تھا اور اس لئے عام حالات میں یہی سنت ہے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بارش کی حالت ہو (یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو) تو عید کی نماز بھی مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے۔

عیدین کے دن کھانا نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لئے کچھ کھا کے تشریف لے جاتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ (جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' سنن دارمی)

تشریح

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی مروی ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کو تشریف لے جانے سے پہلے آپ چند کھجوریں تناول فرماتے تھے اور طاق عدد میں تناول فرماتے تھے۔

عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانے کی وجہ غالباً" یہ ہوگی کہ اس دن سب سے پہلے قربانی ہی کا گوشت منہ میں جائے' جو ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کی ضیافت ہے۔ اور عید الفطر میں علی الصبح نماز سے پہلے ہی کچھ کھا لینا غالباً" اس لئے ہوتا تھا کہ جس اللہ کے حکم سے رمضان کے پورے مہینہ دن میں کھانا پینا بالکل بند رہا' آج جب اسی کی طرف سے دن میں کھانے پینے کا اذن ملا' اور اسی میں اس کی رضا اور خوشنودی معلوم ہوئی تو طالب و محتاج بندہ کی طرح صبح ہی اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ بندگی کا مقام یہی ہے۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

عیدگاہ کی آمدورفت میں راستہ کی تبدیلی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے۔ (صحیح بخاری)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے جس راستہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے' واپسی میں اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تھے۔ علماء نے اس کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔ اس عاجز کے نزدیک ان میں سے زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ آپ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس طرح شعائر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت و شوکت کا زیادہ سے زیادہ اظہار و اعلان ہو۔ نیز عید میں جشن اور تفریح کا جو پہلو ہے اس کے لئے بھی یہی زیادہ مناسب ہے کہ مختلف راستوں اور بستی کے مختلف حصوں سے گزرا جائے۔ واللہ اعلم

صدقہ فطر اس کا وقت اور اس کی حکمت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد پر اور ہر مرد و عورت پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے' ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو' اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح

زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر بھی اغنیاء (دولت مندوں) ہی پر واجب ہے۔ چونکہ یہ بات مخاطبین خود سمجھ سکتے تھے' اس لئے اس حدیث میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی' رہی یہ بات کہ اغنیاء کون ہیں اور اسلام میں دولت مندی کا معیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت اور تفصیل زکوٰۃ کے بیان سے لی جا سکتی ہے۔

اس حدیث میں ہر نفر کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی دو چیزیں اس زمانہ میں مدینہ اور اس کے گردونواح میں عام طور سے بطور غذا کے استعمال ہوتی تھیں۔ اس لئے اس حدیث میں انہی دو کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک چھوٹے گھرانے کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی جانب سے عید الفطر کے دن اتنا صدقہ ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا' جس سے ایک معمولی گھرانے کے ایک دن کے کھانے کا خرچ چل سکے۔ ہندوستان کے اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق رائج الوقت سیر کے حساب سے ایک صاع تقریباً" ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔

باقی صفحہ ۱۵ پر

ڈاکٹر عبدالسلام ــــ ایک سراب

سرفراز جمیل......لاہور

پچھلے دنوں ایک روزنامہ میں "ڈاکٹر عبدالسلام ایک موحد سائنس دان" کے عنوان سے مبشر مجید باجوہ کا ایک کالم شائع ہوا تھا جس میں یہ باور کروانے کی کوشش کی گئی کہ صرف ڈاکٹر عبدالسلام کا (Unification) کا نظریہ ہی سائنس کے ذریعے وحدانیت کے ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اس سے پہلے کوئی شخص بھی ارتقاء کے اس مقام تک نہیں پہنچا یعنی یہ کہ ان سے پہلے کے لوگ بقول ڈارون تھیوری بندر اور لنگور ہی تھے۔ اس سے چند روز پہلے یعنی مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۶ء "ڈاکٹر عبدالسلام کون تھا" کے عنوان سے محمد ارشد مدنی کا ایک کالم بھی شائع ہو چکا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا تھا اور قادیانیت کی تبلیغ بھی کرتا تھا۔ اگر وہ قادیانیت کے ذریعے وحدانیت کی تبلیغ کرنا چاہتا تھا تو یہ وحدانیت تو سکھوں میں بھی ہے جو اس سے لاکھ درجے بہتر شکل میں ہے کیونکہ بابا گورو نانک نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے صرف صوفی ازم کی حد تک ہی وحدانیت کا پیغام دیا۔ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے کے علاوہ قادیانیوں کے باقی اعتقادات اہل حدیث سے ملتے جلتے ہیں جن میں صوفی ازم سے اجتناب کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اور اب تو ہمارے ایک مشہور شاعر کے متعلق بھی یہ کہا جانے لگا ہے کہ ان کا ایک قدم قادیانیت میں رہا تو دوسرا صوفی ازم میں بھی رہا لہٰذا اب کس کی وحدانیت کو صحیح سمجھا جائے یعنی سکھوں کی، ڈاکٹر عبدالسلام کے ذریعے قادیانیوں کی یا آدھا تیتر آدھا بٹیر شاعر صاحب کی۔ جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے وہ اکثر دوسروں کی کم علمی کا فائدہ اٹھا کر انہیں قادیانی بناتے ہیں حالانکہ انہوں نے اپنی ہر چیز انگریزی اور دوسری کتابوں سے مستعار لی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہولگر کرسٹن کی لکھی ہوئی ایک کتاب "جیسس لیوڈ ان انڈیا" کے عنوان سے ہے جو کہ حیدر علی موسٰی طہ ۱۰۶ عالمگیر روڈ، شرف آباد کراچی، کی دوبارہ اشاعت ہے اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے لیکن قادیانیوں نے اس کا تھوڑا تھوڑا ترجمہ مار کر "یسوع مسیح ہندوستان میں" لکھ ڈالی اور اسے مرزا صاحب کا الہام قرار دیا جاتا رہا یعنی یہ بات مرزا صاحب کو الہامی طور پر معلوم ہوئی کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے یعنی یسوع مسیح کی روح انڈیا پہنچ کر مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ ظہور پذیر ہوئی (نعوذباللہ)۔ ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ ایک شخص کی روح دوسرے میں منتقل کروانے کے لئے اول الذکر کو یروشلم سے انڈیا لانا یا کسی اور جگہ پہنچانا ضروری نہیں ہوتا۔ اگر روح ٹرانس پلانٹ ہو جانا ممکن ہے تو یہ دور سے قدرتی طور پر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر (ہندوستان) میں ہے تو اسے مرزا صاحب کا الہام نہ سمجھا جائے۔ انگریزوں میں ایک طبقہ ہے جو اپنے آپ کو "مومن" کہلاتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ "مومن" کے معنی وہی ہیں جو ہمارے "مومن" کے ہیں یا نہیں؟ لیکن یہ مومن طبقہ بائبل کی بہت سی باتوں کو نہیں مانتا۔ وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ یسوع مسیح کا انتقال صلیب پر ہوا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا اور وہ تیمارداری کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ بعد میں انہوں نے انڈیا ہجرت کر لی اور یہ کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ مرزا صاحب نے بھی ایسے مبینہ مومنوں کی باتیں سن رکھی تھیں جن کو انہوں نے اپنا الہام قرار دیا۔ راقم الحروف کی ایسے ایک مومن سے ملاقات سعودی عرب میں کام کے دوران ہو چکی ہے۔ وہ یہ باتیں الہام کی بنیاد پر نہیں بلکہ دستیاب ہونے والی تاریخ کے حوالے سے کہتے ہیں جو غلط ہو سکتی ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو یہ مرزا صاحب کا الہام ہرگز نہیں بلکہ یہ نظریات بھی مستعار لئے گئے ہیں۔ اگر قادیانیوں کے نظریات اہل حدیث سے ملتے جلتے ہیں تو عرض ہے کہ اہل حدیث کے نزدیک ایک شخص کی روح دوسرے شخص کے جسم میں منتقل نہیں ہوتی۔ یہ نظریہ غالباً "اسماعیلیوں" کا ہے اور شاید قادیانیوں نے مستعار لیا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانی دوسروں کے لئے جو باتیں ناممکن گردانتے ہیں ان کے اپنے رہنماؤں سے متعلق وہی ممکن بلکہ یقیناً بن جاتی ہیں اور ان کے مذہب کی تخلیق دوسروں کے مستعار لئے ہوئے نظریات کے ڈبے جوڑ کر ہی کی ہوتی ہے۔ ان کے پاس اپنا کوئی نیا پیغام نہیں ہوتا۔ ان سے تو بہاء اللہ ہی بہتر تھا جس کے پاس نئے پیغامات تھے مثلاً "اس نے سود کو جائز قرار دے دیا۔ قادیانی قرآن کو مانتے ہیں لیکن سودی کاروبار میں شاید یہودیوں سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ یہ ہے وحدانیت کا پیغام جو اب وہ ہمیں نئے طریقے سے یعنی ڈاکٹر عبدالسلام کی سائنس کے ذریعے دینا چاہتے ہیں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کراچی کی ایک کمپنی میں بطور سیلز انجینئر کام کرتا تھا۔ کاروبار کے سلسلے میں میرا رابطہ ایک نوجوان قادیانی سے بھی تھا جو ڈرگ کالونی نمبر ۳ میں میرے قریب ہی رہتا تھا۔ اکثر چائے کے ایک ہوٹل پر ملاقات رہتی تھی۔ میں کام کے سلسلے میں اسے الیکٹریکل سرکٹ وغیرہ سمجھایا کرتا تھا۔ کبھی کبھی مذہب پر بھی بات ہو جاتی تھی۔۔ ایک دن میں نے باتوں باتوں میں اسے بتایا کہ

میں بیلیٹ کے متعلق انگلش رائٹر کی ایک کتاب پڑھی ہے جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں کیونکہ مصنف (اگرچہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا) کے نظریات جدید ہیں اور مرزا صاحب سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ پہلے تو وہ اس بات پر بہت خوش ہوا لیکن جب میں نے کہا کہ اس کا مصنف مرزا صاحب سے بہت پہلے ہوا ہے تو اس کا منہ لٹک گیا۔ قادیانی آج تک دوسروں کی انگلش کتابوں سے ناواقفیت کا فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور انہیں متاثر کرتے رہے ہیں۔ جوں جوں لوگ پوری کتابوں سے متعارف ہو رہے ہیں ان پر قادیانیت کے راز عیاں ہوتے جا رہے ہیں۔ کسے معلوم نہیں کہ ایک عرصے سے یہ طبقہ انگریزوں کا مراعات یافتہ ہے جس کی وجہ سے وہ یورپی علوم پر دوسروں سے پہلے حاوی ہو گیا۔ اوپر بیان کردہ شاعر صاحب کے فلسفوں کے متعلق بھی آہستہ آہستہ پتہ چل رہا ہے کہ وہ ان کی تخلیق نہیں تھے۔ انہوں نے صرف یورپی فلسفوں کو مختون کرکے اپنا بنا لیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے غالب سے ایک عدالت میں سوال کیا گیا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ آدھا مسلمان۔ سوال پھر کیا گیا کہ آدھا کس حساب سے؟ غالب نے جواب دیا۔ شراب پی لیتا ہوں مگر سور نہیں کھاتا۔ سو عرض ہے کہ اگر غالب جیسا شخص آدھا مسلمان ہو سکتا ہے تو دوسرا شخص آدھا قادیانی اور آدھا مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہ کیفیت ہم لاہوری احمدی جماعت میں دیکھ ہی رہے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر عبدالسلام کی وحدانیت کہاں گئی؟

بقول ممتاز اردو دان ڈاکٹر مظفر عباس "شاعر کی شخصیت اور فن اکثر مجموعہ اضداد ہوتا ہے" خاص طور پر وہ شاعر جس کی شاعری میں مذہبی و سیاسی پیغامات ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ غالب نے اپنی شاعری میں سیاسی پیغامات سے اجتناب کیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے کہ بے شک شاعر کی عزت کرو لیکن اس کے پیغامات سے ہوشیار رہو۔ ہو سکتا ہے وہ لاشعوری طور پر آپ کو غلط پیغامات دے رہا ہو۔

شخصیات کو پرکھنے کے بارے میں ایک بڑی غلطی جو ہمارے لوگ کرتے ہیں وہ کوالٹی اور کوانٹٹی میں ان کے تخلیقی کام کا موازنہ ہے۔ یہ دیکھے بغیر کہ ان میں کون مراعات یافتہ تھا اور کون کام کے باوجود مصائب و آلام کا شکار رہا۔ ہمارے مراعات یافتہ شاعر صاحب کی خدمت تو لوگ اپنے گھروں سے گھی، دودھ، شکر وغیرہ سپلائی کرکے کرتے رہے جبکہ شاعر صاحب نے اغیار سے بھی کھلے دل سے وظائف و تحائف وصول کئے۔ ایسی حالت میں ان کے کام کی کوالٹی اور کوانٹٹی یقیناً" دوسروں سے بہتر ہی ہونی تھی۔ مشینوں سے متعلق بھی طبیعات کا ایک اصول ہے یعنی مشین سے حاصل شدہ کام برابر ہے ان پٹ یعنی انسان کے حوالے سے دودھ، گھی، شکر وغیرہ۔ یہاں مجھے ایک دلچسپ بات یاد آ گئی کہ سعودی عرب میں میرے نائب کچھ مکینک اور کچھ الیکٹریشن وغیرہ تھے۔ میں نے بیٹھے بیٹھے ان سے سوال کیا کہ جنریٹر سے یہ بجلی جو ہم پیدا کر رہے ہیں اس کا کریڈٹ مکینکوں کو جاتا ہے یا الیکٹریشنو کو۔ الیکٹریشنوں کا جواب تھا کہ چونکہ بجلی کو صرف وہی سمجھتے ہیں لہٰذا سارا کریڈٹ انہیں جاتا ہے جبکہ مکینکوں کا اصرار تھا کہ چونکہ وہ انجن کی دیکھ بھال کرتے ہیں جو جنریٹر کو گھماتا ہے تو بجلی پیدا کرنے کا سارا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا یہ سارا کریڈٹ تم میں سے کسی کو نہیں جاتا بلکہ اسے جاتا ہے جو ٹینک میں ڈیزل ڈال کر جاتا ہے۔ اگر ایندھن نہ ہو تو انجن چل ہی نہیں سکتا لہٰذا ہمارے کا سارا کریڈٹ انجن جنریٹر یا اس کے اسٹاف کا نہیں بلکہ ایندھن یعنی ان پٹ اور دوسرے لفظوں میں گھی، دودھ، شکر وغیرہ کا ہی ہوتا ہے اور اب تو کمپیوٹر میں بھی ان پٹ اور آؤٹ پٹ کی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں لہٰذا شخصیات کا موازنہ بھی ان پٹ، آؤٹ پٹ کے حوالے سے کیا کریں۔ نئی نسل کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے کچھ رہنما دفتر میں بھنے چنے چبا کر اور پانی پی کر قومی اخبارات کا کام کرتے رہے۔ انہیں دودھ، گھی، شکر وغیرہ سپلا نہیں کیا جاتا رہا۔ وہ وظیفہ جات پر بھی نہیں پلتے رہے۔ ان کی تو تنخواہیں بھی کئی کئی ماہ رکی رہتی تھیں۔ وہ قوم کی خاطر جیل کی ہوا بھی کھاتے رہے۔ ان حالات میں وہ کام کی کوالٹی اور کوانٹٹی میں مراعات یافتہ فنکاروں کا مقابلہ کیسے کر سکتے تھے لہٰذا کسی دو فنکاروں کا موازنہ ہمیشہ کمپیوٹر کے ان پٹ، آؤٹ پٹ کے حوالے سے ہی کیا جائے۔ ان حالات میں ان کے جیل وغیرہ جانے کا ڈیٹا بھی کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ہوگا۔

کالم نویس مبشر مجید باجوہ نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ایک موجد سائنس دان گردانا ہے جبکہ ایک موجد اور تھیوریٹیکل سائنس دان میں فرق ہوتا ہے۔ اکثر موجد مثلاً" مائیکل فیراڈے اور تھامس ایڈیسن وغیرہ وہ جماعت پاس یا پرائمری فیل تھے۔ ایک مشہور سائنس دان جان ڈالٹن بھی تھا جو کبھی اسکول ہی نہیں گیا۔ فیراڈے کا استاد ہمفری ڈیوی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا لیکن اس نے اتنی ایجادات نہیں کیں جتنی فیراڈے نے کیں۔ ہمفری ڈیوی مائع کلورین نہ بنا سکا لیکن فیراڈے نے وہ بھی بنا دی۔ فیلو رائل سائنس سوسائٹی کے الیکشن میں فیراڈے اپنے استاد ہمفری ڈیوی کے مقابلے میں ایک ووٹ سے جیت گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں کے آپس کے تعلقات کشیدہ رہے۔ فیراڈے نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ وہ میرا محسن ہے یہاں تک کہ میں نے اس کے گھر کے برتن بھی صاف کئے ہیں لیکن ملک و قوم کے بہتر مفاد میں الیکشن لڑنا میرا حق ہے۔ بعد کے زمانوں میں اعلیٰ تعلیم کے لوگوں نے معمولی تعلیم والوں کے راستے میں روڑے اٹکائے اور انہیں کوئی کام اپنے طور پر نہ کرنے دیا جس کی وجہ سے اجارہ داریاں قائم ہو گئیں۔ کمپیٹیشن قائم نہ رہا اور ایجادات کے راستے بند ہوتے چلے گئے۔ ہمارے ملک میں بھی اجارہ داریاں قائم کرنے کے لئے پاکستان انجینئرنگ کونسل بنائی گئی جس نے آج تک

نہ خود کوئی نمایاں کام کیا اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیا۔ عباسی خلفاء مثال کے طور پر ہارون الرشید اور مامون الرشید کے دور حکومت میں سائنس دانوں کو درس گاہوں کے علاوہ باہر سے بھی تلاش کیا جاتا تھا جن کی پیپر کوالیفکیشنز بہت معمولی ہوتی تھیں۔ آج بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے بڑی بڑی ڈگریوں کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم اسی طرح ان کی ڈگریوں کا رعب کھاتے رہے تو ترقی ممکن نہیں۔ اوپر بیان کردہ موجود مراعات یافتہ نہیں تھے بلکہ غریب انسان تھے۔ مائیکل فیریڈے ایک کتب فروش کے پاس کتابوں کی جلد سازی کرتا رہا تھا اور تھامس ایڈیسن ریلوے اسٹیشن پر اخبار بیچا کرتا تھا۔ اس نے پرانے ریل کے ایک ڈبے میں اپنی لیبارٹری بھی بنا رکھی تھی۔ آج آپ غور کریں کہ امریکہ میں ایڈیسن الیکٹرک کمپنی کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح ہنری فورڈ نے اپنے کسان باپ کے ساتھ کام کرنا قبول نہ کیا۔ آج آپ دیکھیں کہ فورڈ فاؤنڈیشن کتنی بڑی ہے۔ انجینئرنگ کونسلوں کی اجارہ داریوں سے کام نہیں ہوا کرتے اور پھر پاکستان انجینئرنگ کونسل کی تاریخ یہ ہے کہ اسے دو قادیانی باپ بیٹوں میاں عبدالرحمان اور میاں عبدالمنان نے شروع کیا تھا۔ عبدالمنان کا ایک بھائی عبدالوہاب بھی تھا جس نے لندن کے فیریڈے ہاؤس انجینئرنگ کالج کی برانچ اپنے گھر کے ایک حصے میں کھولی ہوئی تھی اور وہاں کلاسیں بھی لگاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد راقم الحروف بھی اس کالج کے لندن آفس کا ایسوسی ایٹ ممبر رہ چکا ہے لیکن اس کا اندازہ ہے کہ لندن میں اس کالج کو چلانے والے بھی زیادہ تر قادیانی ہیں۔ راقم الحروف زیمبیا (افریقہ) میں بھی بطور الیکٹرونکس انجینئر کام کر چکا ہے اور اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اس وقت وہاں قادیانیوں کا پھیلاؤ کتنا زیادہ تھا۔ بہرحال قارئین اب بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے کس طرح دوسروں کو کام سے روکا جاتا ہے اور اپنی اعلیٰ کوالیفکیشنوں کے رعب دیئے جاتے ہیں۔

انگریزوں کے وقت سے اب تک کچھ ملٹری افسروں کے پاس ORE یا MRE یعنی آرڈر آف دی برٹش امپائر یا ممبر آف دی برٹش امپائر وغیرہ کے اعزازات ہیں لیکن اگر آپ معاملات کی تہہ تک پہنچ کر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ان اعزازات کے لوگ سب کے سب قادیانی تھے یا ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو بندر اور لنگور سمجھتے ہیں یعنی بقول ڈارون وہ ابھی ارتقاء کے اس مقام پر نہیں پہنچے جہاں قادیانی پہنچے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے سوچ نازیوں کی بھی تھی لیکن بالآخر انہیں دوسری اقوام کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی۔ تاج برطانیہ کے اوپر بیان کردہ اعزازات دیکھنے میں پرکشش نظر آتے ہیں لیکن اب تک قارئین کو پتہ لگ چکا ہوگا یا لگ جائے گا کہ انہیں حاصل کرنے کے لئے تاج برطانیہ کے روبرو ناک سے لکیریں بھی نکالنی پڑتی تھیں۔ اگر یہ لوگ ایک طرف ناک سے لکیریں نکال کر آئے ہوتے ہیں تو دوسری طرف لوگوں کی چھاتی پر بھی نہ چڑھیں۔ اوپر بیان کردہ حالات کے مدنظر ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی ایک ڈپلومیٹک سطح کا مراعات یافتہ تھیوریٹیکل سائنس دان تو کہا جا سکتا ہے لیکن وہ موجد کسی چیز کا بھی نہیں تھا۔ ہم نے آج تک کوئی ریل گاڑی، ہوائی جہاز، کار، بائیسکل، ریڈیو وغیرہ ڈاکٹر عبدالسلام کے بنائے ہوئے نہیں دیکھے؟ Unification یعنی میگنیٹک، الیکٹروسٹیٹک، ثقل، نیوکلیر یا دیگر فورسز آف نیچر کو ایک پیراسٹرکچر میں فٹ کرنے کا نظریہ بھی آئن سٹائن کا ہے ڈاکٹر عبدالسلام کا نہیں (حوالہ کتاب "کائنات اور ڈاکٹر آئن سٹائن" مصنف لنکن بارنٹ، ترجمہ میجر آفتاب احمد، پبلشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی، لاہور، اصل انگریزی) موخر الذکر نے اسے بھی آئن سٹائن کے نظریے سے مستعار لیا ہے جو کہ قادیانوں کی پرانی عادت ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

انجینئری نہ آئے تو اجالا کیا کریں
قائم عروج قوم کی بنیاد کیا کریں
شانے سے ہم بچے ہیں بیکار عشق ہے

یا ترجمہ ہے یا پھر کتابوں کی نقل ہے

ڈپلومیٹک لیول پر کسی شخص کو پروجیکٹ کرنے کی مثالیں اور بھی ہیں جیسا کہ ایک مفلوج شخص اسٹیفن ہاکنز کا دل خوش کرنے کے لئے اسے ایک اونچے درجے کا سائنس دان قرار دے دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے منسوب کائنات کے تمام نظریات پہلے سے موجود ہیں۔ اگر کوئی نئی بات ہے تو وہ دلائل پر کمزور ہے۔ ایک مفلوج ہیئت دان کیپلر پہلے بھی ہو گزرا ہے لیکن اس کا تحقیقی کام از خود تھا اور حیرت انگیز تھا۔ اسٹیفن ہاکنز کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے منسوب کام اس کا اپنا ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہے بھی تب بھی یہ کوئی قابل تعریف کام نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اندھوں کے کسی اسکول میں سویٹر وغیرہ بازار سے خرید کر لٹکا دیئے جاتے ہیں اور ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ اندھوں نے بنائے ہیں اگرچہ کچھ اندھے حیرت انگیز طور پر ایسے کام کر بھی لیتے ہیں لیکن جو کام دکھایا جاتا ہے وہ سب کا سب اندھوں کا کیا ہوا نہیں ہوتا۔ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ یہ انتظامیہ کی نوکریاں پکی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ایسی جعل سازیوں سے کام لینا اب عام ہو چکا ہے مثلاً "ایک دفعہ مجھے کام کے سلسلے میں ہڑپہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے کمپنی کار کے ڈرائیور سے کہا مجھے ہڑپہ میوزیم تو دکھلاؤ۔ اس نے جواب دیا کونسا میوزیم، کیسا میوزیم؟ یہاں تو بہاولپور کی بنی ہوئی صراحیاں خرید کر لائی جاتی ہیں۔ انہیں مٹی سے مل کر پرانی کر دیا جاتا ہے اور ایک طرف تھوڑی سے توڑ کر نمائش کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ یہاں بھی نوکریاں پکی کرنے کا ہی معاملہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے درخواست کے ساتھ لگائے ہوئے جعلی سرٹیفکیٹ میلے کاغذوں پر بنا کر انہیں ایک طرف سے تھوڑا سا پھاڑ کر دوبارہ اسکاچ ٹیپ سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس طرح پرانے ہونے کا تاثر دیا جاتا ہے تاکہ اصلی نظر آئیں اور جعلی نہ سمجھے جائیں۔ ہم ریفریجریشن کے ایک انسٹیٹیوٹ میں بھی ایک وزیر

باقی صفحہ ۲۰ پر

مسلمانوں اور غیروں کی عیدیں

ہر قوم کے اپنے خاص تہوار ہوتے ہیں جن کو وہ اپنے خاص رسم و رواج اور طور طریقوں سے مناتے ہیں' کسی کے پیچھے کوئی مقصد کار فرما ہوتا ہے اور کسی کے پیچھے کوئی' کسی کا پس منظر کچھ ہوتا ہے اور کسی کا کچھ اور کوئی کسی غرض کے لئے اسے مناتا ہے اور کوئی کسی غرض کے لئے پھر ان کے مظاہر اور طور طریقے بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں' کسی کی بنیاد کوئی قومیت و عصبیت ہوتی ہے اور کسی کی کوئی اور کوئی کسی تاریخی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے اور کوئی کسی اور داعیہ و سبب کے تحت' مگر اسلام کا معاملہ ان سے یکسر مختلف ہے' یہاں نہ کسی طرح کی کسی عصبیت کو بنیاد بنایا جاتا ہے اور نہ کسی قسم کی قومیت اور لسانیت کو' نہ محض کسی تاریخی یادگار و واقعہ کو' نہ کسی شخصیت کی پیدائش یا وفات کی بناء پر' بلکہ یہاں اصل بنیاد اور بنیادی سبب و مقصود رضاء خداوندی کا حصول اور اسی وحدہ لاشریک کی عبادت و بندگی کا نصب العین ہوتا ہے' اسی لئے یہاں کسی انسان کی فکر و فہم کو اساس نہیں بنایا جاتا' بلکہ حکم خداوندی اور ارشاد ربانی کو مدار و معیار قرار دیا جاتا ہے اور اصل مقصود اجر و ثواب کا حصول اور رضاء خداوندی ہوتا ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ

اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں:

اسی لئے اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں اور بس' تیسری کسی عید کا وجود و ثبوت دین متین میں نہیں ہے' نہ قرآن پاک کی کسی آیت میں' نہ احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی کسی حدیث گرامی میں' نہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام میں سے کسی کی فقہ میں نہ سلف کے اہل علم میں سے کسی کے اجتہاد و استنباط میں اس لئے احادیث نبویہ' اور فقہ اسلامی کی تمام کتابوں میں "کتاب العیدین" (دو عیدوں) ہی کا ذکر و تذکرہ ملتا ہے تیسری کوئی عید نہیں ہر جگہ "صلوٰۃ العیدین" (دو عیدوں) کا ہی بیان ہے' کسی بھی جگہ عیدین (دو عیدوں) کی بجائے اعیاد یعنی جمع کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ جس سے قطعی طور پر صاف اور واضح ہو جاتا ہے کہ دین حق اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں اور بس' یعنی عید

محمد اسحاق خان.....

الفطر جو کہ ماہ رمضان المبارک کی تکمیل پر منائی جاتی ہے اور عیدالاضحیٰ (عید قربان) جو کہ حج اور قربانی کے موقع پر منائی جاتی ہے اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے جو اور نئی عیدیں نئے ناموں سے بنالی ہیں' وہ محض ایجاد بندہ ہے' شریعت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور صحابہؓ و تابعین کرام کے دور میں ان کا کوئی وجود نہیں' وہ دین میں اضافہ کے زمرے میں آتی ہیں جو کہ ممنوع و محظور ہے' والعیاذ باللہ

اسلام کی عیدیں اللہ کی طرف سے:

پھر اسلام کی عیدوں میں اور دوسروں کی عیدوں میں بنیادی فرق ہے' یہ ہر طرح سے الگ اور جدا ہیں' اپنے مبدا و منشاء کے لحاظ سے بھی ہدف و مقصد کے اعتبار سے بھی' اور وجود و مظاہر ہر حیثیت سے' مثلاً" دوسروں کی عیدیں کسی شخصیت کی پیدائش کے لحاظ سے بنائی جاتی ہیں یا کسی بڑے قومی اور ملکی سطح کے حادثے اور واقعے کی یاد میں یا اسی نوع کے کسی اور مقصد کے پیش نظر' بہرحال وہ انسانی دماغوں کی اختراع ہی ہوتی ہیں' یا انسانی رنگ آمیزی اس میں شامل ہوتی ہے جبکہ اسلام کی عیدیں بندے کی اپنی ایجاد و اختراع نہیں۔ بلکہ اللہ پاک کی طرف سے مقرر فرمودہ ہیں' جو کہ حاکم بھی ہے اور حکیم بھی اور اپنے بندوں پر بے حد و حساب رحیم و مہربان بھی۔ سبحانہ وتعالیٰ۔ پس اس کی طرف سے مقرر فرمودہ کسی امر و ارشاد کے ساتھ کسی انسانی فکر و کاوش اور عمل و کردار کے مقابلہ و موازنہ کا سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے' اللہ پاک کا حکم ارشاد بہرحال سراسر خیر اور فوز و فلاح اور سعادت دارین کا ضامن و کفیل ہے' چنانچہ سنن ابوداؤدؒ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صادق مصدوق نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کرکے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ دو خاص دن منایا کرتے تھے جن میں وہ کھیلا کرتے تھے' تو آپؐ نے پوچھا **"ماھذان الیومان"** یعنی یہ دو دن کیسے ہیں اور ان کی حقیقت و حیثیت کیا ہے؟ جو تم لوگ اس طرح مناتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہیں "جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیلا کرتے تھے" تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

قد ابدلکم اللہ بھما خیرامنھما یوم الاضحی ویوم الفطر یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی بجائے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ جیسے دو عظیم الشان دن (عید منانے کو) دے دیئے ہیں' اور ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بخشے جانے والے دن سراسر خیر و برکت والے اور فوز و فلاح کے دن

ہیں' ان سے مقابلہ و موازنہ کا سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے؟

دو عظیم عبادتوں کا شکرانہ:

پھر ایک اور پہلو مسلمانوں کی عیدوں کا یہ ہے کہ یہ دونوں عیدیں دو عظیم الشان عبادتوں کی ادائیگی کے بعد بطور شکر ادا کی جاتی ہیں' اور اس کے لئے دوگانہ نماز نفل ادا کی جاتی ہے' کہ جس خالق و مالک کی توفیق و عنایت سے ہم ان عظیم الشان عبادتوں کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں اور گناہوں کی معافی اور باطن کی تطہیر و پاکیزگی کی سعادت نصیب ہوئی ہے ورنہ ہم کیا ہیں اور ہماری کیا مجال و اوقات ہے کہ از خود اس سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ہوا جو کچھ تیرے کرم سے ہوا ہوگا
ورنہ ہم کیا ہیں جو ہم سے کچھ ہوگا

اس مالک کے حضور ہم سرنیاز جھکاتے ہیں اس طرح مومن کو اطمینان و سکون اور سعادت و کامیابی کا ایک ایسا شعور نصیب ہوتا ہے جو اس کی کایا پلٹ دیتا ہے' اور وہ روحانی بلندیوں اور اس کی پاکیزہ لذتوں کے حصول میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے وہ عام انسانوں کے درمیان رہتے بستے بھی اپنے باطن کے اعتبار سے اس قدر مراتب و درجات طے کر لے گا کہ نوری فرشتے بھی اس کے حق میں دعائیں کرنے لگیں گے' سبحان اللہ کیا کہنے اس عظمت شان اور رفعت مقام کے اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو نصیب فرمائے آمین۔

عید اور تکبیر:

اسی طرح اور امتیازی شان اسلامی عیدوں کی یہ ہے کہ ان میں بطور خاص' اللہ پاک کی عظمت و بڑائی کا ورد کیا جاتا ہے' ہر طرف اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کے ایمان افروز زمزمے سنائی دیتے ہیں' کیونکہ دین حنیف نے اس کی خاص طور پر تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

زینوا اعیادکم بالتکبیر "اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو"۔ (رواہ الطبرانیؒ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۳)

یعنی اپنی عید کی خوشیوں کے اظہار و اعلان کے لئے تکبیر کو اپنا نشان اور شعار بناؤ کہ فضاء اللہ کی تکبیر اور عظمت اور بڑائی کے زمزموں سے گونج رہی ہو' اور ہر طرف اسی کے غلغلے سنائی دے رہے ہوں کہ بڑائی حقیقت میں اسی وحدہ لاشریک کی ذات اقدس و اعلیٰ کو لائق و سزاوار ہے کہ تمام مخلوق کا خالق اور سب عظمتوں اور رفعتوں کا مالک وہی اور صرف وہی وحدہ لاشریک ہے۔

اتحاد و یگانگت کا عظیم الشان و بے مثل مظہر

پھر مسلمان نہا دھو کر' پاک صاف کپڑے پہن کر' عطر و خوشبو لگا کر' اپنے پاکیزہ دلوں اور نیک نیتوں کے ساتھ ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں' اور تکبیر کہتے ہوئے جمع ہوتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لئے صف بندی کرتے ہیں' اور ایک عظیم الشان و بے مثل اتحاد و یگانگت کا عملی مظہر پیش کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت و بندگی کے لئے مکمل خاموشی اور سکون کے ساتھ ایک عظیم الشان عبادت کی اجتماعی ادائیگی میں مشغول و منہمک ہو جاتے ہیں اور نماز سے فراغت پا کر پھر اپنے رب کی تکبیر و تحمید میں مشغول ہو جاتے ہیں اور پھر ہمہ تن گوش بن کر نصیحت و موعظت اور حکمت و عبرت کے انوار سے بھرپور خطبہ سنتے ہیں' اس کے ان دعائیہ کلمات پر جو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی بہتری و بھلائی اور دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی طلب و التجا پر مشتمل ہوتے ہیں آمین کہتے ہیں اور پھر اس سے فراغت پانے کے بعد عید سعید کی خوشیوں کے اظہار کے لئے تحائف و تبریکات کا تبادلہ کرتے ہیں' جس سے ایمانی اخوت اور دینی یگانگت کی بے مثل عکاسی ہوتی ہے اور اس طرح ایک مسلمان خواہ وہ کہیں کا بھی ہو اور کہیں بھی رہتا ہو اپنے آپ کو سارے عالم پر پھیلی ہوئی پوری امت مسلمہ کا ایک حصہ اور ایک فرد سمجھتے ہوئے ایک عظیم الشان قوت و عظمت کا احساس و شعور اپنے اندر پاتا ہے۔

عید بخشش اور تقسیم انعام کا دن:

پھر اس سے بڑھ کر اور حقیقی خوشی و مسرت اس امر کی ہے کہ عید کا دن ایک مومن صادق کے لئے پروانہ بخشش ملنے اور انعام خداوندی کی تقسیم کا دن اور اس عظیم الشان خوشخبری کا دن ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن اوس الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس دن عید فطر کا دن ہوتا ہے فرشتے راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور لوگوں سے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اے مسلمانوں کا گروہ چلو اپنے رب کریم کی طرف' جو اپنے کرم سے خیر کی تعلیم و توفیق دیتا ہے' اور پھر اس پر اجر جزیل سے نوازتا ہے' تمہیں رات کے قیام کا حکم ہوا تو تم نے کیا' دن کے روزے کا حکم ملا تو وہ تم بجالائے' اور تم نے اپنے رب کے حکم کی پوری طرح بجا آوری کی' سو اب تم اس رب کریم کی طرف سے ملنے والے ان جوائز و انعامات کو لے لو جو وہ اس پر تم کو عطا فرماتا ہے' پھر جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک منادی ندا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آگاہ رہو کہ بے شک تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرما دی ہے' سو اب تم رشد و ہدایت سے مالا مال ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹو' سو یہ دن جائزے اور انعام کا دن ہے' اور آسمان میں اس کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) ہے"۔ (روایت کیا اس حدیث کو طبرانیؒ نے کبیر میں الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۳)

اب مسلمانوں کی عید کے اس خاکہ و پس منظر کو سامنے رکھ کر دوسروں کی عیدوں پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجئے' اور پھر خود ہی اندازہ عقل و خرد' عدل و

انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے کہ ان کے قومی تہواروں کی اسلام کے ان مقدس ایام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ اول تو ان کے ایام بالعموم ہوتے ہیں خود ساختہ قسم کے ہیں' کوئی کسی مناسبت سے اور کوئی کسی اعتبار سے' کہیں کسی شخصیت کی پیدائش یا اس کے کسی کارنامے کی یادگار کے طور پر کوئی دن منایا جاتا ہے' اور کہیں کسی قومی یا ملکی واقعہ کی مناسبت سے' اور کہیں اسی طرح کی کسی اور غرض کی بنا پر پھر ایسے تمام تہواروں میں کچھ خاص رسوم وغیرہ کے علاوہ کسی عبادت و بندگی کا یا تو سرے سے کوئی وجود اور تصور ہی نہیں ہوتا' بلکہ رنگ رلیوں اور لہو لعب کے کچھ مظاہرے اور عیش پرستی کے کچھ سامان ہوتے ہیں اور بس' اور کہیں عبادت و بندگی کے نام کی کوئی چیز ہوتی بھی ہے تو وہ بھی اوہام و خیالات پر مبنی کچھ مظاہر اور شکلیں' جن میں معبود حقیقی جل جلالہ کی عبادت و بندگی کی کوئی رمق نہیں ہوتی' بلکہ رسوم و رواج' مظاہر و عادات' اور تقالید و طقوس کے گھورکھ دھندے ہی ہوتے ہیں' بجلی کے قمقموں کی چمک دمک' سج دھج پھولوں پتیوں کی نمود و نمائش' کھانے پینے اور عیش پرستیوں کے رنگ ڈھنگ' اور تحائف و ہدایا کے تبادلے وغیرہ' یا کہیں رنگ' پھینکنے کی رسمیں' پٹاخوں اور آتشبازیوں کے شور شرابے اور گہما گہمی وغیرہ' اور ظاہر ہے کہ بھول بھلیوں کے ان مختلف الانواع مظاہروں میں نہ تو معبود حقیقی کی سچی عبادت کا کوئی پہلو ہو سکتا ہے اور نہ ہی قلب و روح کی تسکین حقیقی کا کوئی سامان' بلکہ اس سے "کھلونے دے کے بہلایا جاتا ہوں" کے مصداق سامان غفلت' اور حق و حقیقت سے بعد اور دوری میں اضافہ ہی ہو گا' والعیاذ باللہ! بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان خود ساختہ عیدوں کے موقع پر شراب نوشی کی لت میں کہیں زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے' حالانکہ شراب خانہ خراب "ام الخبائث" یعنی سب خرابیوں اور خباثتوں کی جڑ و بنیاد ہے' تو عبادت کے نام سے منائے جانے والے دنوں میں اس کے اضافے کا کیا جواز ہو سکتا ہے' مگر خود ساختہ دنوں اور تہواروں کا یہی تو المیہ ہے' پس اور حق یہی ہے کہ دین حق اسلام اور صرف اسلام ہے۔ (والحمد للہ رب العلمین)

●●

بقیہ : ڈاکٹر عبدالسلام......ایک سراب

صاحب کا وزٹ دیکھ چکے ہیں جہاں ریفریجریٹر بازار سے خرید کر رکھے گئے اور بتایا یہ گیا کہ طلباء نے خود بنائے ہیں۔ جب وزیر صاحب نے کھلوا کر دیکھے تو ان میں بے تحاشہ پیکنگ کے کاغذ بھرے ہوئے تھے۔ وزیر صاحب نے حیرت کا اظہار کیا کہ ریفریجریٹر طلباء نے بنائے ہیں اور ان میں پیکنگ کے کاغذ بھی طلباء نے بھر دیئے۔ جب وزیر صاحب نے ان میں سے کسی ایک کا کمپریسر چلانے کے لئے کہا تو کوئی بھی نہ چلا سکا کیونکہ طلباء ان سے فیمیلیئر نہیں تھے۔ قارئین اس بات پر بھی غور کریں کہ آج سے پچاس سال قبل فیثاغورث اور ارشمیدس کی تصاویر دستیاب نہیں تھیں لیکن اب اچانک کسی غار سے دستیاب ہو گئی ہیں۔

بقول فکار مبشر مجید باجوہ جہاں تک ڈاکٹر عبدالسلام کے نظریہ Unification کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ ایسے نظریے ان سے پہلے کے سائنس دانوں یعنی نیوٹن اور آئن سٹائن کے علاوہ قدیم مسلمان سائنس دانوں کے بھی ہیں لہٰذا قادیانی دوسروں کو بھی ڈاروِن، تھیوری کے بندر اور لنگور نہ سمجھیں۔ یہ عادت ہمارے مبینہ شاعر صاحب اور ان کے قدر دانوں کی بھی تھی اور کچھ کی اب بھی ہے۔

آئن سٹائن کا وحدانیت سے متعلق اپنا ایک الگ نظریہ "لارجر اسٹور ہاؤس آف وزڈم" بھی تھا لیکن وہ اسلام کے وحدانیت کے تصور سے بہت مختلف تھا۔ اس کے نظریے کا ایک خدا کائنات کے بڑے بڑے کام تو کرتا ہے لیکن وہ زمین پر بسنے والے انسانوں کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں دخل نہیں دیتا تو جناب اگر وحدانیت بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے تو پھر ان میں سے کونسی وحدانیت کو لاگو کیا جائے اور اب تو یہ حالت ہے کہ اپنے ملک پاکستان کے لئے بھی کنفیڈریشن کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ون یونٹ کو تو ایوب خان کے وقت میں ہی قبول نہیں کیا گیا تھا اور یہ کہ وحدانیت بھی طاقت کے بل بوتے پر نہیں لائی جا سکتی۔

بقیہ : عیدالفطر کے مسائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو فضول و لایعنی اور فحش باتوں کے اثرات سے پاک صاف کرنے کے لئے اور مسکینوں محتاجوں کے کھانے کے بندوبست کے لئے صدقہ فطر واجب قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

اس حدیث میں صدقہ فطر کی دو حکمتوں اور اس کے دو خاص فائدوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کے جشن و مسرت کے اس دن میں صدقہ فطر کے ذریعہ محتاجوں' مسکینوں کی بھی شکم سیری اور آسودگی کا انتظام ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ زبان کی بے احتیاطیوں اور بے باکیوں سے روزے پر جو برے اثرات پڑے ہوں گے' یہ صدقہ فطران کا بھی کفارہ اور فدیہ ہو جائے گا۔

○

قسط نمبرا

گناہوں کے نقصانات

حکیم محمد عمر فاروق شیخ

بدنظری کے نقصانات

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جس شخص نے بدنظری کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کو جہنم کی آگ سے بھریں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! کسی (اجنبی) عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو' پہلی نگاہ تو تمہاری ہے مگر دوسری نگاہ تمہاری نہیں بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد' حیوۃ المسلمین)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے (بدنظری کرنے والے) پر اور جس کی طرف (بدنظری سے) دیکھا جائے اس پر بھی۔ (بیہقی' شعب الایمان)

فائدہ : قرآن و سنت نے ہر نظر حرام (بدنظری) کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی مرد یا عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو' جہاں سے اسے کوئی غیر محرم دیکھ سکے یا کوئی بھی مرد یا عورت کسی دوسرے مرد یا عورت کے سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہ ہو تو جس کے سامنے کھولا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے۔

مزید اس کی تشریح یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر پردے کے بازار میں یا میلے میں' یا پارک میں چلی گئی جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور یہ عورت دونوں لعنت کے مستحق ہوئے' جیسا کہ عموماً" بازاروں میں مارکیٹوں' میں دکانوں پر ہوتا ہے۔ وہ لوگ بھی اسی میں شامل ہیں جو گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر دوسروں کے گھروں میں جھانکتے ہیں۔ اسی طرح کوئی عورت دروازے سے یا کھڑکی سے یا برآمدے سے باہر جھانکتی ہے یا کوئی شخص باہر سے اندر کی طرف جھانکتا ہے تو یہ بھی بدنظری کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہیں اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے کی وجہ سے بھی مستحق لعنت ہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر سلامی کے لئے جب دولہا اندر گھر میں گیا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ دولہا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے سب لعنت کے مستحق ہوئے۔ خوشی ہو یا رنج پردہ ہر حال میں ضروری ہے' نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے' شادی کے موقع پر عورتیں خوب بناؤ سنگھار کر کے جاتی ہیں اور پردے کا خیال نہیں رکھتیں گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون خوشی کے وقت لاگو ہی نہیں خوشی ہو یا غمی' مصیبت ہو یا راحت ہر حال میں سب پر احکام شریعت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

علاوہ ازیں : جو لوگ راہ چلتی خواتین کو تکتے ہیں' جھانکتے ہیں اور عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں یا جو لوگ بازاروں' مارکیٹوں اور دیگر خاص مقامات پر محض خواتین کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں انہیں اس قسم کی بدنظری سے بچنا چاہئے۔

نمائش حسن اور اس کا نقصان

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کے پارہ ۱۸ کی سورۃ النور کی آیت ۳۰ میں عورتوں کے متعلق حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی زینت اور سنگھار وغیرہ کو لوگوں (غیر محرموں) کی سامنے ظاہر نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا گناہ ہے' جس سے اسلام ہمیشہ باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

فائدہ : علاوہ بدنگاہی اور فتنہ نظر کا ایک شاخسانہ وہ بھی ہے جو عورت کے دل میں یہ خواہش پیدا کرتا ہے کہ اس کا حسن دیکھا جائے۔ یہ خواہش ہمیشہ جلی اور نمایاں نہیں ہوتی بلکہ دل کے لطیف و نازک پردوں میں کہیں نہ کہیں چھپی ہوتی ہے جو کہ بسا اوقات لباس کی زینت میں' کبھی بالوں کی آرائش و بناوٹ میں' کبھی باریک اور شوخ کپڑوں کے انتخاب میں' کبھی زیورات وغیرہ کے بہترین استعمال کی صورت میں' ایسے ایسے خفیف جزئیات تک میں اپنا اثر ظاہر کرتی ہے جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

قرآن مجید نے ان سب صورتوں کے لئے ایک جامع اصطلاح "تبرج جاہلیۃ" استعمال کی ہے' ہر وہ زینت' اور ہر وہ آرائش جس کا مقصد شوہر کے سوا دوسروں کے لئے لذت نظر بنا ہو' تبرج جاہلیت کی تعریف میں آجاتی ہے جو کہ ایک خطرناک گناہ ہے حتیٰ کہ اگر برقعہ بھی اس غرض کے لئے خوبصورت' اور خوش رنگ یا نقش و

نگاری والا انتخاب کیا جائے گا کہ غیروں کی نگاہیں اس سے لذت یاب ہوں جن کی ہزارہا مثالیں بیک وقت ہمارے ملک میں باآسانی دیکھی جاسکتی ہیں' یہ سب تبرج جالیت ہے اور سراسر گناہ۔ برقعہ کا استعمال دوسروں کی بدنظری سے حفاظت کے لئے ہوا کرتا ہے (شرطیکہ برقعہ بھی ایسا عام یا سادہ ہو کہ خواہ مخواہ لوگوں کی نظربازی کا باعث نہ بنے) نہ کہ غیروں کی نظربازی کا نشانہ بننے کے لئے۔ جذبہ نمائش حسن ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا' اس کا تعلق عورت کے اپنے ضمیر سے ہے اس کو خود ہی اپنے دل کا حساب لینا چاہئے کہ اس میں کہیں یہ ناپاک جذبہ (نمائش حسن) تو چھپا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ مذکورہ حکم خداوندی کی مخاطب ہے اسے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

البتہ! جو آرائش ہر بری نیت سے پاک ہو وہ اسلام کی آرائش ہے اور جس میں ذرہ برابر بھی بری نیت شامل ہو وہ جاہلیت کی آرائش لائق ترک اور باعث گناہ ہے۔

عورت قابل تکریم ہے لیکن اس کی تقدیس کے جو پرخچے آج آڑائے جارہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کی ذمہ دار خود عورت ہے' جس نے اپنے آپ کو اتنا ارزاں کردیا ہے۔ وہی عورت جس کو چشم فلک بھی کم دیکھتی تھی اب ہر آنکھ کو دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ عورت کی فطرت میں خودنمائی' نمائش حسن کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ لڑکیاں لاکھ انکار کریں' لیکن وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتیں کہ جب وہ چست لباس کی بندشوں میں جکڑے ہوئے بے تاب جسم اور میک اپ سے آراستہ چہرے لے کر باہر نکلتی ہیں تو جذبہ نمائش حسن و خودنمائی اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ عورت چاہے بدشکل ہی کیوں نہ ہو' اسی جذبے کے تحت شعوری یا لاشعوری طور پر جنس مخالف کا التفات خواہ وہ صرف نظری ہو چاہتی ہے۔

عورت اپنی جسمانی نمائش اس اہتمام سے کرتی ہے کہ برائے نام کپڑوں سے اس کے جسم دعوت نظارہ دیتا ہے۔ اور بے پردگی کا یہ عالم ہے کہ لڑکیاں اپنے آپ کو چلتا پھرتا اشتہار بنائے ہوئے ہیں۔ عورت کو سوچنا چاہئے کہ وہ معاشرے میں ماں' بہن' بیٹی' کی حیثیت سے معزز مقام پر فائز ہے اسے اپنی یہ عزت و تکریم کھونا نہیں چاہئے۔

●●

انبیاء کی خصوصیات

عبدالحق تنہا...... کراچی

اس مضمون میں انبیاء کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان سب کا حامل نہ کبھی کوئی شخص (یعنی غیر نبی) ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ کے آخری نبی تھے اس لئے اب قیامت تک کسی شخص میں یہ خصوصیات جمع ہونے کا امکان ہی نہیں۔ اس مضمون کا مقصد آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا ہے۔

اللہ نے اپنے ہر نبی کو جو خصوصیات عطاء کیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

○ نبی معصوم ہوتا ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری زندگی کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا' نہ وہ نبوت سے پہلے وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور نہ نبوت ملنے کے بعد' اللہ خود اس کے کردار کی حفاظت کرتا ہے' یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی معصوم نہیں تھے البتہ محفوظ تھے نبی کی معصومیت اس کی اولاد میں بھی منتقل نہیں ہوتی۔

○ نبی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ اس پر اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ دراصل وحی اللہ کا پیغام ہوتی ہے جو وہ اپنے نبی کے ذریعے اپنے بندوں کو بھیجتا ہے اسی لئے نبی کو پیغمبر بھی کہا جاتا ہے۔

اولیاء کرام اور اپنے پسندیدہ بندوں کو بھی اللہ کبھی کبھی اپنے راز بتادیتا ہے لیکن ان کو الہام' القاء' کشف وغیرہ کہا جاتا ہے۔ وحی نہیں کہا جاتا' وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے۔

وحی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اسی زبان میں نازل ہوتی ہے جو نبی اور اس کی قوم کی زبان ہوتی ہے۔ وحی اگر ایسی زبان میں نازل ہو جو نبی نہیں سمجھتا تو وہ اس پیغام کو کس طرح سمجھے گا اور جب خود نہیں سمجھے گا تو دوسروں تک کس طرح پہنچائے گا۔

○ تیسری خصوصیت نبی کی یہ ہے کہ اس کا کوئی (انسان) استاد نہیں ہوتا' اللہ خود اس کا استاد ہوتا ہے اور جن علوم کی ضرورت نبی کو ہوتی ہے وہ اللہ خود اس کے سینے میں منتقل کردیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے لیکن ہر اس علم میں یکتا تھے جس کی ان کو ضرورت تھی۔

○ چوتھی خصوصیت ہر نبی کی یہ ہے کہ وہ شاعر نہیں ہوتا' شاعری میں مبالغہ بڑی حد تک ضروری ہے اور مبالغہ نبی کے شایان شان نہیں۔

○ نبی کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی کتاب کا مصنف نہیں ہوتا۔ اللہ کے پیغام کو زبان سے اور عمل کرکے اس کے بندوں تک پہنچانا اس کی زندگی کا مشن ہوتا ہے۔ اس کی ساری زندگی اسی مشن کی تکمیل میں گزرتی ہے۔ اس کے پاس تصنیف و تالیف کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

○ نبی کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی پیش گوئی کو سچ ثابت کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں

باقی صفحہ ۲۶ پر

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قال اللہ تعالی "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" ۔(سورۃ النساء)

خاصہ کائنات محمد عربی ﷺ سے لے کر عصر حاضر تک تمام امت مسلمہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں قرب قیامت میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں جب کانا دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی اس کرہ ارض پر آئے' آئے ہیں اور آتے رہیں گے جو اللہ رب العزت کے ناپید کنار سمندر علم کو چلوؤں سے ناپتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم روز مرہ دیکھ رہے ہیں اور اس کا جو نظام ہم اپنے حواس خمسہ کے ذریعے سمجھ چکے ہیں اس کے خلاف کچھ نہیں ہوتا۔ !! حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعے حاصل کیا ہوا علم مستند نہیں ہوتا "**خلق الانسان ضعیفا**" (سورۃ النساء)

مثال : دسویں کلاس کے طالب علموں کو سائنس کے اساتذہ ایک تجربہ کراتے ہیں یعنی ہر طالب علم اپنے ایک ہاتھ کو گرم پانی میں ڈالتا ہے اور دوسرے ہاتھ کو ٹھنڈے پانی میں پھر دونوں ہاتھوں کو نکال کر بیک وقت عام پانی میں ڈالتے ہیں تو گرم پانی والے ہاتھ کو یہ پانی ٹھنڈا اور ٹھنڈے پانی والے ہاتھ کو گرم محسوس ہوتا ہے حالانکہ یہ عام پانی ہے۔ یہاں انسانی حواس خمسہ نے دھوکہ کھایا ہے' لہٰذا ثابت ہوا کہ حواس خمسہ کے ذریعے حاصل کیا ہوا علم مستند نہیں ہوتا۔ اسی طرح صحراء میں "سراب" کی مثال بھی ایک بصری دھوکہ ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ مدثر میں ارشاد فرمایا "**وما اوتیتم من العلم الا قلیلا**" (یعنی تم کو تو صرف تھوڑا سا علم عطا کیا گیا ہے)

مشہور ریاضی دان پروفیسر لودج (Lodagde) نے ۱۸۹۱ء میں منعقدہ علمی کانفرنس میں روح کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس قدر ہم جانتے ہیں وہ بمقابلہ ان چیزوں کے جو ہم کو معلوم نہیں ہیں کچھ بھی نسبت نہیں رکھتا۔ (الکلام حصہ دوم ص ۱۲۲ مولانا شبلی نعمانیؒ)

مولانا محمد اشرف گھوکھر

اسلام نے تمام عالم کو اس کے امر تکوینی کا متحمل تصرف اور مظہر قدرت ارادہ خداوندی کو قرار دیا ہے "**الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین**○" یعنی خلق و امر صرف باری تعالیٰ کا خاصہ ہے وہ رب العالمین بہت برکت و عظمت والا ہے۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ج۔۴ صفحہ ۲۳۹ پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ "**لا موجد ولا موثر الا اللہ**" الشیخ الرئیس بو علی سینا اشارات میں نصیحت کے زیر عنوان رقم فرماتے ہیں "اے عقلمند! تو اس امر سے پرہیز کر کہ عام لوگوں سے تیری برات کی امتیازی صورت یہ ہو کہ تو ہر امر سے انکاری برتے کیونکہ یہ طیش و عاجزی ہے اور تجھے جس امر کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی اس کی تکذیب کر دینا بے عقلی ہے۔"

خصائص حضرت عیسیٰؑ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت ہیں:

جب انسان مسبب حقیقی سے غافل ہو کر اسباب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان کے مزعومات کو باطل کرنے کے لئے اپنی قدرت کے کرشمے ظاہر کیا کرتا ہے' حضرت عیسیٰؑ کی ولادت باسعادت کے وقت طب و فلسفہ کا بڑا چرچا تھا' شب و روز کی غفلت نے ان کے اذہان قاصرہ میں یہی کچھ تھا کہ کوئی چیز سبب کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی لہٰذا اللہ قادر و قیوم نے ان کے باطل خیالات کو غلط ثابت کر دیا۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خلاف عادت بے باپ پیدا کیا

○ حکیمانہ تکلم فی المہد

○ معجزہ احیائے موتیٰ

○ مسح مسیح سے کوڑھیوں کی شفایابی

○ صعود الی السماء

○ فلسفیوں کے اس خیال کو کہ گردش دوراں کے اثر سے ہر چیز متغیر اور تحلیل ہو جاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ نزول سے باطل کر دیا۔

(۱) سورۃ مریم میں ارشاد ربانی ہے:

ولنجعلہ ایۃ للناس○ تاکہ اسے (ابن مریم) کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں۔

سورۃ مومنون میں ارشاد ربانی ہے :

۞ **وجعلنا بن مریم وامہ ایۃ** ہم نے ابن

مریم اور اس کی ماں کو اپنی قدرت کا ایک نشان بنایا۔

سورۃ الزخرف میں ارشاد ربانی ہے :

وجعلنه مثلا لبنی اسرائیل ہم نے اسے (ابن مریم) کو بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنایا۔ اللہ راب العزت نے درج بالا آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کو آیت' نمونہ اور نشان قدرت فرمایا۔ لہٰذا مسیحؑ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا' زندہ رہنا' نزول مسیحؑ مقررہ مدت تک پھر بطور امتی زمین پر قیام' وفات اور خاصہ کائنات محمد عربی ﷺ کے پہلو میں دفن ہونا کوئی انوکھی بات نہیں!!

حیات عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کی روشنی میں:

پہلی آیت : **و مکرو ومکراللہ واللہ خیرالماکرین**○ یعنی یہود نے (حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی) تدبیر کی اور اللہ نے بھی ایک تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔)

سورۃ آل عمران)

امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ مکر سے مراد تدبیر محکم اور کامل مراد ہے پھر عرف عام میں یہ لفظ ایسی تدبیر ہے جو کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں تدبیر خیر ثابت ہوئی اور یہود کے حق میں شر ثابت ہوئی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ رب العزت نے زندہ آسمان پر اٹھالیا اور کفار ماکرین کی ہلاکت اور وبال ماکرین پر ہی نازل ہوا اور ان میں سے ایک شخص پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی جس کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا اور قتل کیا۔ یہاں مکرو میں ضمیر فاعل بنی اسرائیل کی طرف ہے تفسیر کشاف' سراج منیر' بیضاوی' خازن' مدارک' جلالین' معالم' جامع البیان' ابن کثیر' عباسی اور تفسیر فیضی تمام اس بات پر متفق ہیں۔

دوری آیت : اللہ رب العزت نے سورۃ نسا میں ارشاد فرمایا "**وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله وما قتلوه وماصلبوه**" (۔اور ان کے اس قول کے سبب بھی کہ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم نے مسیح عیسیٰؑ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر ڈالا ہے اور انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا) لغت میں صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا ہیں اسے موت لازم نہیں سب تراجم اردو اور فارسی میں صلب کے معنی چڑھانا ہی لکھے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہؒ یوں کرتے ہیں "اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو" اور ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ کا یہ ہے کہ "نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا" مذکورہ بالا آیت نفی صلیب کے لئے نص صریح اور دلیل قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا اور آپؑ کی شباہت ایک اور شخص پر ڈال دی جو آپؑ کی بجائے گرفتار کرکے صلیب دیا گیا جارج سیل کی انگریزی عبارت کا مطلب ہے کہ "بعض عیسائی لوگ یہ گمان کرتے ہیں یہ قصہ القاشباہت کا (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ ﷺ کی اپنی اختراع ہے مگر وہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں کیونکہ پیغمبر صاحب (علیہ السلام) کے زمانے سے بہت پہلے عیسائیوں کے بہت سے فرقوں کا یہ اعتقاد تھا' فرقہ بے۔ سی۔ لی۔ ڈین عدم مصلوبیت عیسیٰؑ کا قائل تھا اسی طرح سرسیس اور نوتیس وغیرہ بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتے ہیں"۔

(شہادۃ القرآن حصہ اول ص ۸۴)

حیات عیسیٰؑ کے ثبوت کی تیسری آیت:

يعيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة (آل عمران)

ترجمہ : اے عیسیٰ میں ہوا تیرا بھر لینے والا اور اٹھانے والا تجھ کو اپنی طرف اور پاک رکھنے والا تجھ کو کافروں سے اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے "اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تیرے متبعین کو قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں" مرزا صاحب کا یہ ترجمہ اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل النزول پر دلالت ازروئے قرآن شریف و لغت عرب بالکل غلط ہے۔ دراصل یہاں پہلی آیت اللہ تعالیٰ کے مکر (تدبیر محکم) کا ذکر تھا اس آیت میں اس مکر کے وقت وقوع اور صورت وقوع کا ذکر ہے۔ تفسیر کشاف' تفسیر بیضاوی اور سراج منیر وغیرہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت جملہ مکراللہ کی تفسیر ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت نے اپنی صفت خیرالماکرین فرمائی اس لئے لامحالہ اس کی تدبیر رسول برحق کی شان میں خیر ہونی چاہئے اور اعداء الرسول کے حق میں مضر ۔ اظاہر ہے کہ کفار کے ناپاک ہاتھوں سے صلیب پر چڑھایا جانا رسول موید بالمعجزات کی شان میں خیر نہیں ہے بلکہ رفع الی السماء خیرالخیرات و احسن التدبیرات سے ہے چونکہ کفار نے منصوبے باندھے اور قتل و صلب میں اپنی پوری پوری کوشش کی لیکن اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ کی تسلی فرمائی اللہ کی تدبیر کامیاب ہوئی اور کفار خوار ہوئے۔

باقی آئندہ

اپیل

خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)

"تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے"

مدرسہ بدر العلوم محمدیہ
اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان
ملحق وفاق المدارس پاکستان

مدرسہ ہذا ۱۹۷۰ء سے تاحال تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں مصروف عمل ہے حفظ، ناظرہ، عربی، فارسی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ۷۰ مقامی طلباء کے علاوہ ۴۰ طلباء مسافر زیر تعلیم ہیں۔ محنتی اور دیانتدار اساتذہ طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں

- سالانہ خرچ ایک لاکھ بتیس ہزار روپے ہے
- بلوچستان جیسے بے آب و گیاہ اور پسماندہ علاقہ میں اللہ رب العزت کے بھروسے اور مخیر حضرات کے تعاون سے یہ مدرسہ قرآن و سنت کی تعلیم و ترویج میں مصروف ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات سے بھرپور تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

نوٹ : مدرسہ ہذا کی مسجد بھی زیر تعمیر ہے

الداعی الی الخیر : صوفی محمد عالم مہتمم مدرسہ بدر العلوم محمدیہ
اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان رجسٹرڈ نمبر ۹۲۶

دارالعلوم دیوبند اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

گزشتہ سے پیوستہ

(۵) علمائے دیوبند تحقیق کے میدان

مرزا غلام احمد قادیانی نے جن نظریات و افکار کا اظہار کیا اور جس طرح اسلام کے مسلمہ اصولوں میں قطع و برید کی‘ واقعہ یہ ہے کہ کوئی شخص دیانت و امانت کے ساتھ ان کی جرات نہیں کر سکتا۔ اس کی توقع صرف اس شخص سے کی جاسکتی ہے جو خشکی دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو‘ یا دین و ایمان کو غارت کرکے اس نے اپنے اغراض مشومہ کی تکمیل کی ٹھان لی ہو۔ اس لئے غلام احمد قادیانی اور اس کے مخصوص حواریوں کے بارے میں علمائے دیوبند کی قطعی رائے یہ تھی کہ یہ لوگ اس حد کو عبور کرچکے ہیں‘ جس سے واپسی ناممکن ہے۔ یہ ظلی بروزی نبوت کا ڈرامہ اور مسیحیت و مہدویت کے دعوے ایک سوچی سمجھی اسکیم کا نتیجہ ہیں اور اس کے پردہ میں مخصوص اغراض و مقاصد کارفرما ہیں۔ البتہ عام لوگ جو کسی غلط فہمی سے قادیانیت کے دام فریب کا شکار ہیں‘ ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر مرزائی لیڈروں نے جو غلط فہمیاں امت میں پھیلادی ہیں‘ ان کا ازالہ بھی لازم ہے۔ اس مقصد کے لئے علمائے دیوبند نے رد قادیانیت پر قلم اٹھایا اور قادیانی فتنہ پردازوں کے تمام شبہات کا جواب لکھا۔ اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں‘ غالباً ”کسی ملحدانہ تحریک پر اتنا لٹریچر تیار نہیں ہوا ہوگا۔

اس سلسلہ میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) اور حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ ان حضرات نے اور ان کے احباب و تلامذہ نے قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر گرانقدر کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور امت اسلامیہ کو قادیانی دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردیں۔ یہاں اکابر دیوبند اور ان متوسلین کی تالیف کردہ کتابوں کی ایک مختصری فہرست پیش کی جاتی ہے۔

۱- الشہاب ⇐ (مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)
۲- القادیانی والقادیانیہ ⇐ (مولانا ابوالحسن علی ندوی)
۳- ایمان و کفر ⇐ (مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی)
۴- آئینہ قادیانی ⇐ (محمد عبدالرحمان مونگیر)
۵- آئینہ کمالات ⇐ (محمد عبدالرحمان مونگیر)
۶- المتنبی القادیانی ⇐ (مولانا مفتی محمودؒ)
۷- التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ⇐ (مولانا انور شاہ کشمیریؒ)
۸- اکفار الملحدین ⇐ (مولانا انور شاہ کشمیریؒ)
۹- الاسس السیاسیۃ للحرکۃ القادیانیۃ ⇐ (سید عباسی)
۱۰- الانکلیز والقادیانۃ ⇐ (محمد عمر)
۱۱- الہامات مرزا ⇐ (مولانا ثناء اللہ امرتسری)
۱۲- القول المحکم ⇐ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)
۱۳- اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف ⇐ (ایضاً)
۱۴- اطلاع رحمانی ⇐ (مولانا محمد اسحاق رحمانی)
۱۵- الفاظ ماجدیہ ⇐ (مولانا عبداللطیف رحمانی)
۱۶- الخبر بجارت ⇐ (مولانا محمد شریف جالندھریؒ)
۱۷- اسلامی تبلیغی انسائیکلوپیڈیا ⇐ (مولانا مفتی محمد شفیعؒ)
۱۸- الکاویہ علی الغاویہ ⇐ (مولانا محمد عالم آسی)
۱۹- آئینہ تلبیس ⇐ (مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)
۲۰- ایمان کے ڈاکو ⇐ (ایضاً)
۲۱- اردو ترجمہ اکفار الملحدین ⇐ (مولانا محمد ادریس میرٹھی)
۲۲- اسلام اور مرزائیت ⇐ (مولانا عتیق الرحمان)
۲۳- تحفہ قادیانیت (اردو‘ انگلش) ⇐ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)
۲۴- مرگ مرزائیت ⇐ (طاہر رزاق)
۲۵- قادیانی افسانے ⇐ (طاہر رزاق)
۲۶- الہامی گرگٹ ⇐ (عالمی مجلس)
۲۷- غدار کی تلاش ⇐ (عالمی مجلس)
۲۸- اسلام اور معاشی اصلاحات ⇐ (مرتضیٰ خان میکش)
۲۹- اشد العذاب ⇐ (مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری)
۳۰- اول السبعین ⇐ (ایضاً)
۳۱- صحیفہ الحق ⇐ (ایضاً)
۳۲- ثانی السبعین ⇐ (ایضاً)
۳۳- قادیان میں زلزلہ ⇐ (ایضاً)
۳۴- پاکستان میں مرزائیت ⇐ (مرتضیٰ خان میکش)
۳۵- پاکستان کا غدار ⇐ (مولانا عبداللطیف)
۳۶- ترک مرزائیت ⇐ (مولانا لال حسین اختر)
۳۷- تفسیر رحمانی ⇐ (ابو احمد رحمانی)
۳۸- تنبیہہ رحمانی ⇐ (ایضاً)
۳۹- تحیۃ الاسلام ⇐ (مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ)
۴۰- تازیانہ عبرت ⇐ (مولانا کرم الدین جہلمی)
۴۱- تحقیق لاثانی ⇐ (محمد یعقوب سنوری)
۴۲- تکمیل دین اور ختم نبوت ⇐ (چوہدری افضل حق)
۴۳- چودھویں صدی کے مدعیان نبوت ⇐ (مولانا محمد عالم آسی)
۴۴- حقیقت مرزائیت ⇐ (مولانا علیم الدین)
۴۵- حقیقت مرزائیت ⇐ (مولانا عبدالکریم)
۴۶- مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں ⇐ (مولانا لال حسین اختر)
۴۷- پانچ سوالوں کا جواب ⇐ (فرزند توحید)
۴۸- حقیقت مرزا ⇐ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)
۴۹- تحقیق ناقد ⇐ (عبدالکریم ناقد)
۵۰- حیات و نزول مسیح ⇐ (ڈاکٹر عبداللہ جتوئی)
۵۱- حمل مرزا ⇐ (مولانا لال حسین اختر)
۵۲- حیات عیسیٰ علیہ السلام ⇐ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)
۵۳- خاتم النبیینؐ ⇐ (علامہ انور شاہ کشمیریؒ)
۵۴- ختم نبوت فی القرآن ⇐ (مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ)
۵۵- ختم نبوت فی الحدیث ⇐ (ایضاً)
۵۶- ختم نبوت فی الآثار ⇐ (ایضاً)
۵۷- ختم نبوت اور بزرگان امت ⇐ (مولانا لال حسین اختر)

۵۸- ختم نبوت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام ج۱ (مولانا عبدالرشید)

۵۹- ختم نبوت ج۱ (مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی)

۶۰- خواجہ غلام فرید عارف ربانی اور مرزا غلام احمد قادیانی ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۶۱- اخطا المسیح فی تحقیق المہدی و المسیح ج۱ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۶۲- دعاوی مرزا ج۱ (مولانا مفتی محمد شفیع)

۶۳- دعاوی مرزا ج۱ (مولانا اللہ وسایا مبلغ لائلپور)

۶۴- دین مرزا کفر خالص ج۱ (مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری)

۶۵- احتساب قادیانیت ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۶۶- دوسری شہادت آسمانی ج۱ (ابو احمد رحمانی)

۶۷- دعاوی مرزا ج۱ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۶۸- رئیس قادیاں ج۱ (مولانا ابوالقاسم دلاوری)

۶۹- شرائط نبوت ج۱ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۷۰- صاعقہ آسمانی بر فتنہ قادیانی ج۱ (حکیم محمد یعقوب)

۷۱- صحیفہ رحمانی ج۱ (ابو احمد رحمانی)

۷۲- صحیفہ رحمانی نمبر ۱۳ ج۱ (ایضاً)

۷۳- صحیفہ رحمانی نمبر ۱۵ ج۱ (ایضاً)

۷۴- صحیفہ رحمانی نمبر ۱۹ ج۱ (ایضاً)

۷۵- چیلنج محمدیہ نمبر ۱۸ صحیفہ احمدیہ ج۱ (ابو محمود محمد اسحاق)

۷۶- صحیفہ رحمانی نمبر ۱۹ ج۱ (ابو محمود محمد اسحاق)

۷۷- صحیفہ رحمانی نمبر ۲۰ ج۱ (ایضاً)

۷۸- نامہ حقانی کذب مسیح قادیانی نمبر ۲۳ ج۱ (ایضاً)

۷۹- صحیفہ نمبر ۲۴ ج۱ (ایضاً)

۸۰- صولت محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ ج۱ (حافظ محمد عبدالسلام)

۸۱- صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۱ ج۱ (محمد اسحاق)

۸۲- عقیدۃ الاسلام ج۱ (مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ)

۸۳- عشرہ کاملہ ج۱ (جناب محمد یعقوب پٹیالوی)

۸۴- عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت ج۱ (علامہ خالد محمود)

۸۵- عبرت ناک موت ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۸۶- علامات قیامت اور نزول مسیح علیہ السلام ج۱ (مولانا محمد رفیع عثمانی)

۸۷- فتویٰ تکفیر قادیان ج۱ (مختلف بیانات علماء اسلام)

۸۸- فیصلہ آسمانی حصہ اول ج۱ (ابو احمد رحمانی)

۸۹- تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم ج۱ (ایضاً)

۹۰- فیصلہ آسمانی حصہ دوم ج۱ (ایضاً)

۹۱- فیصلہ آسمانی حصہ سوم ج۱ (ایضاً)

۹۲- فتنہ مرزائیت ج۱ (محمد امیر الزمان کشمیری)

۹۳- فتنہ قادیانیت ج۱ (مولانا بنوریؒ)

۹۴- فتنہ مرزائیت اور مسئلہ ختم نبوت ج۱ (محمد اکرم زاہد)

۹۵- قادیانی نبوت ج۱ (ابو یوسف عتیق الرحمان فاروقی)

۹۶- قادیانی فتنہ ج۱ (مولانا عتیق الرحمان)

۹۷- قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ ج۱ (مولانا محمد منظور نعمانی)

۹۸- قادیانی نبوت کا خاتمہ ج۱ (مفتی محمد نعیم لدھیانوی)

۹۹- قادیانی مفتی کا جھوٹ اسہال میں وصال ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۱۰۰- قادیانی دجل کا جواب ج۱ (قاضی مظہر حسین چکوال)

۱۰۱- قادیانی ریشہ دوانیاں ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۱۰۲- کشف الستار عن القادیانیہ فتنہ الاستعمار ج۱ (مولوی محمد عمر ملتانیؒ)

۱۰۴- کشف تلبیس ج۱ (حافظ محمد اسحاق)

۱۰۵- مرزائیوں کا سیاسی کردار (مولانا محمد علی جالندھری کی تقریر) ج۱ (مرتب محمد سعید الرحمان علوی)

۱۰۶- کفر و اسلام کی حدود اور قادیانیت ج۱ (مولانا محمد منظور نعمانی)

۱۰۷- کذبات مرزا ج۱ (ابو عبیدہ نظام الدین کوہاٹی)

۱۰۸- لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ ابن مریم ج۱ (مولانا محمد ادریس صاحب)

۱۰۹- مرزا غلام احمد کی تصویر کے دو رخ ج۱ (جانباز مرزا)

۱۱۰- مرزائیت کا سیاسی محاسبہ ج۱ (جانباز مرزا)

۱۱۱- مرزائیت سے اسلام تک ج۱ (اللہ وسایا ڈیروی)

۱۱۲- مسلمان کون ہے اور کافر کون؟ ج۱ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۱۱۳- معیار صداقت ج۱ (سید ابو احمد رحمانی)

۱۱۴- مسلک الختام فی ختم نبوت خیر الانام ج۱ (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۱۱۵- مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں ج۱ (مولانا محمد اسحاق سندیلوی)

۱۱۶- منکوحہ آسمانی ج۱ (ابو عبیدہ)

۱۱۷- مولانا نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان ج۱ (مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

۱۱۸- مرزائیوں کے خطرناک ارادے ج۱ (مرتبہ مولانا عبدالرحیم صاحب)

۱۱۹- مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں ج۱ (جانباز مرزا)

۱۲۰- مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال ج۱ (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)

۱۲۱- میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی ج۱ (مرتبہ قاضی خلیل احمد)

۱۲۲- مرزا غلام احمد کی آسان پہچان ج۱ (مولانا عبدالرحیم اشعر)

۱۲۳- مرزا قادیانی اور غیر محرم عورتیں ج۱ (مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ)

۱۲۴- مسلمانوں کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ بلا تبصرہ ج۱ (مولانا لال حسین اختر)

۱۲۵- مرزا بشیر الدین (خلیفہ قادیانی جواب دیں) ج۱ (مولانا محمد علی جالندھریؒ)

۱۲۶- نزول عیسیٰ علیہ السلام ج۱ (مولانا بدر عالم صاحب)

۱۲۷- نبوت قادیانی ج۱ (انجمن تائید اسلام)

۱۲۸- نصرت اسلام (مناظرہ مابین خالد محمود اور قاضی نذیر)

۱۲۹- وزیر خارجہ ج۱ (جانباز مرزا)

۱۳۰- ہدایت الممتری عن غواۃ المفتری ج۱ (مولانا محمد عبدالغنی خان)

۱۳۱- مرزائی نامہ ج۱ (مولانا مرتضیٰ احمد میکش)

۱۳۲- چودہ میزائل ج۱ (مولانا منظور احمد)

یہ معلوم کتابوں کی فہرست ہے ورنہ تلاش و جستجو کی جائے تو بہت سی کتابیں اور بھی ہوں گی' جو اب نایاب ہو چکی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے کتاب "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" مطبوعہ عالمی مجلس (تحفظ ختم نبوت) ملتان۔

اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۷ اور ۳۸ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

اخبارِ ختمِ نبوّت

ہنگامی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کا ایک اجلاس زیر صدارت حاجی عبدالحمید رحمانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں حکومت کی طرف سے تمام سفارت خانوں کو جاری کئے جانے والے نوٹیفکیشن جس میں قادیانیوں کے پاسپورٹوں سے غیر مسلم کا لفظ حذف کرکے احمدی لکھنے کے خلاف بھرپور احتجاج کیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک احتجاجی جلوس مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک نکالا گیا۔ جس میں حکومت کی مرزائیت نوازی، قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھنے، اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔

اجلاس سے شوکت علی شاہد ناظم مجلس ہذا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نگران حکومت مرزائیت نوازی چھوڑ دے اور مسلمانوں کے ایمان کا امتحان نہ لے مجاہدین ختم نبوت ناموس رسالتؐ کے لئے جان تک کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے اگر اس دستوری نظام میں کوئی تبدیلی کرنے کی کوشش کی تو یہ حکومت کا آخری دن ہوگا۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ سندھ میں کنور ادریس قادیانی وزیر کو فوراً برطرف کیا جائے اور پاسپورٹ کے خانہ میں قادیانیوں کو احمدی لکھنے اور غیر مسلم کے الفاظ حذف کرنے کا نوٹیفکیشن واپس لیا جائے ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

تعزیت نامہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما بابا عبدالستار قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** انہوں نے تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم، مولانا اللہ وسایا، حاجی عبدالحمید رحمانی، پیر شوکت علی، مولانا محمد اکرم اور مولانا ابو ٹیپو خالد الازہری نے بابا عبدالستار کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مرحوم کی خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

دین اسلام کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے 'نگرانوں نے مرزائیت نوازی کرکے اپنی عاقبت خراب کی ہے'

مولانا عطاء اللہ

سبی (نمائندہ ختم نبوت) مدرسہ عربیہ قاسم العلوم سبی کی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عطاء اللہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے۔ دین اسلام کی عمارت اس عقیدہ کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہر دور میں مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں وطن عزیز پاکستان میں اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے متعدد مرتبہ تحریکیں چلاکر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی گئی۔ ان تحریکوں میں ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کرکے عشق رسالت مآب ﷺ کی لازوال مثالیں قائم کیں ہیں آخر کار شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور قادیانی مسئلہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں زیر بحث آیا اسمبلی سے باہر اگر مختلف مکاتب کے علماء کرام کی قیادت کرکے مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے اہل اسلام کو بیدار کیا تو دوسری طرف اسمبلی کے اندر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے وہ کردار ادا کیا جس پر رہتی دنیا تک فخر کیا جاسکتا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے بالاتفاق قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔ یوں مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد اور شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا۔

انہوں نے کہا کہ اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد سے اب تک قادیانیت پاکستان کے مسلمانوں کے خلاف زخمی سانپ کی طرح بل کھارہی ہے۔ اور ہمارے حکمران اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اس اسلام دشمن فتنہ کی پرورش پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اور نگران حکومت نے تو سابقہ تمام ریکارڈ توڑ کر قادیانیت نوازی کی انتہا کردی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک گہری سازش

ہم مسلمان کیسے ہوئے؟

جمیلہ کرار آف آسٹریا

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

میں ۱۹۴۹ء میں آسٹریا میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والدین دھریئے تھے اور اعلانیہ خدا کا انکار کرتے تھے' اس لئے میری پرورش اسی ماحول میں ہوئی۔ میری ایک چھوٹی بہن تھی اور والدین کی پوری کوشش تھی کہ ہم دونوں بہنیں کسی مذہب کی کھکھیڑ میں پڑے بغیر زندگی گزارتی رہیں' لیکن اس کے برعکس ہوا یوں کہ میں ابھی سیکنڈری اسکول کی طالبہ تھی کہ مذہب میں میری دلچسپی بڑھنے لگی اور خدا کے تصور کے بغیر میں ایک قسم کی الجھن اور بے اطمینانی محسوس کرنے لگی اور میرے دل سے یہ صدا بلند ہونے لگی کہ کوئی ایسی اعلیٰ و برتر ہستی ضرور ہونی چاہئے جو انسانی معیارات سے ماوراء منفرد و یکتا ہو۔ جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں قوت فراہم کرے .... لیکن حالات اور ماحول کے پس منظر میں میرے دل کی یہ آواز دب کر رہ جاتی تھی۔ تاہم جب بھی میں گردوپیش کا جائزہ لیتی مجھے اپنے والدین کے علاوہ اس معاشرے کا ہر شخص اداسی اور تنہائی کی دھند میں لپٹا ہوا نظر آتا .... سچی مسرت شاید ہی کہیں نظر آتی تھی۔

چودہ سال کی عمر میں' میں نے ایک ادارے میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرلی اور فارغ اوقات میں ایک کمرشل ووکیشنل اسکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ عمر کے اس حصے میں' میں بھی سب لوگوں کی طرح آرام و راحت اور تفریح ہی کو مقصد حیات سمجھتی تھی اور انہی مشاغل میں مبتلا ہوگئی جو ہمارے معاشرے کا طرہ امتیاز تھے۔ دراصل عیسائی مذہب اپنی قدروں کے اعتبار سے غیر معمولی انحطاط میں مبتلا تھا اور مادیت کے مظاہر ہر چہار طرف اس بری طرح چھاگئے تھے کہ کوئی فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا تھا .... لیکن میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گی کہ اس سب کچھ کے باوجود میں نے ذہن کے دریچے کھلے رکھے اور عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن افسوس کہ یہ مذہب میرے شعور و وجدان کو مطمئن کرنے میں قطعی ناکام رہا۔ چونکہ میں نے دہریت و انکار کے ماحول میں پرورش پائی تھی' اس لئے میں ٹھوس عقلی ثبوت چاہتی تھی۔ مجھے پادریوں اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی غیر مستند اور من گھڑت روایات مطمئن نہیں کررہی تھیں۔

۱۹۶۷ء میں میری عمر اٹھارہ سال تھی جب مشرق وسطیٰ میں جنگ چھڑگئی اور یہی وقت کا سب سے بڑا موضوع بن گیا۔ قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اس سے متاثر ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ عربوں کی تہذیب اور کلچر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور دیکھا جائے کہ ان کے مسائل کیا ہیں؟ یہودیوں سے ان کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے اور ان کے طرز حیات کی کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں؟ چنانچہ میں نے مختلف کتب خانوں سے رابطہ قائم کیا۔ پہلے عربوں کے بارے میں مطالعہ کیا اور پھر اس حوالے سے اسلام سے متعارف ہوئی۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ میں نے جتنی بھی تاریخی کتابوں' ناولوں اور رپورٹوں کا مطالعہ کیا' ان سب میں اسلام اور عربوں کے خلاف مصنفین کا تعصب' اور عناد چھلک چھلک پڑتا تھا اور میں حیران تھی کہ غیرجانبداری' اعتدال اور انصاف کے ان علمبرداروں کو کیا ہوگیا ہے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں ویانا میں ایک مسلم کلچرل سوسائٹی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی اور یہاں میں نے اسلام کے بارے میں خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اسلام تو محبت اور مساوات کا مذہب ہے اس پر مردم کشی یا دہشت گردی کا الزام اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا کسی خاص قوم یا نسل سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ سراسر بین الاقوامیت کا حامل ہے۔ مجھے اسلام کے اس پہلو نے بالخصوص بہت متاثر کیا کہ اس مذہب میں رنگ' نسل اور علاقے کی کوئی تفریق نہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص عزت کا حامل ہے جو اس کی الوہیت اور حاکمیت کا زیادہ شعور رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اخوت' باہمی رواداری' محبت' اپنائیت اور ایثار و اخلاص کا جن اعلیٰ قدروں کا امین ہے' عیسائی معاشروں میں وہ ناپید ہے۔ یہاں تو ایک ہی مذہب کے پیروکار گورے اور کالے ایک گرجے میں مل کر عبادت بھی نہیں کرسکتے۔ بلکہ ایک ہی رنگ اور نسل کے امیر عیسائی اور غریب عیسائی ایک ہی گرجے کے الگ الگ درجوں میں عبادت کرتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کی بہت سی خوبیاں تھیں جن سے متاثر ہو کر میں نے بیس سال کی عمر میں یعنی ۱۹۶۹ء میں اس وقت اسلام قبول کرلیا جب وسیع اور ٹھوس مطالعے کے بعد مجھے اطمینان ہوگیا کہ اب میں ایک بامقصد اور مفید زندگی گزار سکتی ہوں اور یہ کہ اسلام بیک وقت انسان کی روحانی طور پر بھی آسودگی بخشتا ہے اور ایک حسین امتزاج کے ساتھ اس کے مادی مسائل میں بھی صحت مند رہنمائی عطا کرتا ہے۔ تہذیبی سطح پر اسلام انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں میں انصاف اور صداقت کی بنیاد پر اخلاص اور خدمت کا وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جو خود ان کے لئے بھی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے اور عام انسانوں کے لئے بھی امن اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔

میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام نے میری زندگی کو یکسر بدل کے رکھ دیا۔ میں مایوسی' بے سکونی اور احساس تنہائی کی

ہم مسلمان کیسے ہوئے؟

جمیلہ کرار آف آسٹریا

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

میں ۱۹۴۹ء میں آسٹریا میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والدین دہریئے تھے اور اعلانیہ خدا کا انکار کرتے تھے' اس لئے میری پرورش اسی ماحول میں ہوئی۔ میری ایک چھوٹی بہن تھی اور والدین کی پوری کوشش تھی کہ ہم دونوں بہنیں کسی مذہب کی کھکھیڑ میں پڑے بغیر زندگی گزارتی رہیں' لیکن اس کے برعکس ہوا یوں کہ میں ابھی سیکنڈری اسکول کی طالبہ تھی کہ مذہب میں میری دلچسپی بڑھنے لگی اور خدا کے تصور کے بغیر میں ایک قسم کی الجھن اور بے اطمینانی محسوس کرنے لگی اور میرے دل سے یہ صدا بلند ہونے لگی کہ کوئی ایسی اعلیٰ و برتر ہستی ضرور ہونی چاہئے جو انسانی معیارات سے ماوراء منفرد و یکتا ہو۔ جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں قوت فراہم کرے ......

لیکن حالات اور ماحول کے پس منظر میں میرے دل کی یہ آواز دب کر رہ جاتی تھی۔ تاہم جب بھی میں گردوپیش کا جائزہ لیتی مجھے اپنے والدین کے علاوہ اس معاشرے کا ہر شخص اداسی اور تنہائی کی دھند میں لپٹا ہوا نظر آتا .... سچی مسرت شاید ہی کہیں نظر آتی تھی۔

چودہ سال کی عمر میں' میں نے ایک ادارے میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرلی اور فارغ اوقات میں ایک کمرشل ووکیشنل اسکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ عمر کے اس حصے میں' میں بھی سب لوگوں کی طرح آرام و راحت اور تفریح ہی کو مقصد حیات سمجھتی تھی اور انہی مشاغل میں مبتلا ہوگئی جو ہمارے معاشرے کا طرہ امتیاز تھے۔ دراصل عیسائی مذہب اپنی قدروں کے اعتبار سے غیر معمولی انحطاط میں مبتلا تھا اور مادیت کے مظاہر ہر چہار طرف اس بری طرح چھاگئے تھے کہ کوئی فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا تھا .... لیکن میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گی کہ اس سب کچھ کے باوجود میں نے ذہن کے دریچے کھلے رکھے اور عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن افسوس کہ یہ مذہب میرے شعور و وجدان کو مطمئن کرنے میں قطعی ناکام رہا۔ چونکہ میں نے دہریت و انکار کے ماحول میں پرورش پائی تھی' اس لئے میں ٹھوس عقلی ثبوت چاہتی تھی۔ مجھے پادریوں اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی غیر مستند اور من گھڑت روایات مطمئن نہیں کررہی تھیں۔

۱۹۶۷ء میں میری عمر اٹھارہ سال تھی جب مشرق وسطیٰ میں جنگ چھڑگئی اور یہی وقت کا سب سے بڑا موضوع بن گیا۔ قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اس سے متاثر ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ عربوں کی تہذیب اور کلچر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور دیکھا جائے کہ ان کے مسائل کیا ہیں؟ یہودیوں سے ان کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے اور ان کے طرز حیات کی کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں؟ چنانچہ میں نے مختلف کتب خانوں سے رابطہ قائم کیا۔ پہلے عربوں کے بارے میں مطالعہ کیا اور پھر اس حوالے سے اسلام سے متعارف ہوئی۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ میں نے جتنی بھی تاریخی کتابوں' ناولوں اور رپورٹوں کا مطالعہ کیا' ان سب میں اسلام اور عربوں کے خلاف مصنفین کا تعصب' اور عناد چھلک چھلک پڑتا تھا اور میں حیران تھی کہ غیرجانبداری' اعتدال اور انصاف کے ان علمبرداروں کو کیا ہوگیا ہے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں ویانا میں ایک مسلم کلچرل سوسائٹی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی اور یہاں میں نے اسلام کے بارے میں خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اسلام تو محبت اور مساوات کا مذہب ہے اس پر مردم کشی یا دہشت گردی کا الزام اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا کسی خاص قوم یا نسل سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ سراسر بین الاقوامیت کا حامل ہے۔ مجھے اسلام کے اس پہلو نے بالخصوص بہت متاثر کیا کہ اس مذہب میں رنگ' نسل اور علاقے کی کوئی تفریق نہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص عزت کا حامل ہے جو اس کی الوہیت اور حاکمیت کا زیادہ شعور رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اخوت' باہمی رواداری' محبت' اپنائیت اور ایثار و اخلاص کا جن اعلیٰ قدروں کا امین ہے' عیسائی معاشروں میں وہ ناپید ہے۔ یہاں تو ایک ہی مذہب کے پیروکار گورے اور کالے ایک گرجے میں مل کر عبادت بھی نہیں کرسکتے۔ بلکہ ایک ہی رنگ اور نسل کے امیر عیسائی اور غریب عیسائی ایک ہی گرجے کے الگ الگ درجوں میں عبادت کرتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کی بہت سی خوبیاں تھیں جن سے متاثر ہوکر میں نے بیس سال کی عمر میں یعنی ۱۹۶۹ء میں اس وقت اسلام قبول کرلیا جب وسیع اور ٹھوس مطالعے کے بعد مجھے اطمینان ہوگیا کہ اب میں ایک بامقصد اور مفید زندگی گزار سکتی ہوں اور یہ کہ اسلام بیک وقت انسان کی روحانی طور پر بھی آسودگی بخشتا ہے اور ایک حسین امتزاج کے ساتھ اس کے مادی مسائل میں بھی صحت مند رہنمائی عطا کرتا ہے۔ تہذیبی سطح پر اسلام انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں میں انصاف اور صداقت کی بنیاد پر اخلاص اور خدمت کا وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جو خود ان کے لئے بھی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے اور عام انسانوں کے لئے بھی امن اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔

میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام نے میری زندگی کو یکسر بدل کے رکھ دیا۔ میں مایوسی' بے سکونی اور احساس تنہائی کی

اس غیر معمولی کیفیت سے دوچار تھی جس سے یورپ کا شاید ہی کوئی فرد محفوظ نظر آتا ہو۔ اسلام نے مجھے اس صورت حال سے نجات دلادی اور اسلام کے حصار میں آکر میں پہلی بار سچی مسرت اور لازوال سکون سے آشنا ہوئی۔ یوں لگا جیسے صدیوں کی پیاسی روح ٹھنڈے میٹھے چشمے پر پہنچ گئی ہو۔ اس احساس نے مجھے اسلام کا شیدائی بنادیا اور میں مسلسل محنت سے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور مسلمانوں کے اجتماعات میں شریک بھی ہونے لگی اور یہ بھی خالص اللہ کی عنایت ہے کہ میری شادی افغانستان کے ایک مسلمان طالب علم سے ہوگئی جو وی آنا میں زیر تعلیم تھا۔ میرے خاوند نے تعلیم مکمل کرلی تو ہم افغانستان آگئے۔ اس وقت میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور بحمد اللہ اللہ تعالیٰ اس وقت سے لے کر آج تک میں ایک مسلمان کی حیثیت سے شرح صدر اور کامل اطمینان کے ساتھ اسلامی اصولوں پر کاربند ہوں اور مطمئن و مسرور ہوں۔

تاہم میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، مسلم اکثریت کے ملکوں میں مقیم ہوں، یا غیر مسلموں کے درمیان زندگی گزار رہے ہوں، ہمیں مسلمان کی حیثیت سے اپنے اعمال و کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا محاسبہ کرکے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس حوالے سے میرا تجربہ یہ ہے کہ عام مسلم معاشروں میں، خواہ وہ یورپین فکر و تہذیب سے متاثر نہ بھی ہوں، اسلام کا محض ایک رسمی اور سرسری سا تصور کار فرما نظر آتا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھا ہے نہ اس پر عمل کرنے میں وہ سنجیدہ ہیں اور جو کچھ ہے وہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ اسلام ان کے قلب و ذہن میں گہرائی تک نہیں اترا۔

●●

بقیہ : اخبار ختم نبوت

تحت متحدہ طاقت کے ذریعے اس کو ناکام بنادیں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کی مثالیں حکمران ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں دیکھ چکے ہیں اب پھر اس جذبے کے تحت مرزائیوں اور ان کے گماشتوں کے عزائم ناکام بنانے کے لئے مسلمانان پاکستان متحد ہیں اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت سے مکمل تعاون کریں گے۔ بھٹو دور میں مسلمانان پاکستان کے دباؤ کے تحت آئین میں ترمیم ہوسکتی ہے تو آج بھی مسلمان اس قوت، طاقت اور عشق مصطفوی ﷺ کے تحت اس سازش کو ناکام بنادیں گے۔

بقیہ : انبیاء کرام کی خصوصیات

کرتا، چونکہ اللہ اپنے نبی کی زبان سے پیش گوئی کراتا ہے اس لئے اللہ خود اس کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، نبی کو کوشش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

○ ساتویں خصوصیت نبی کی یہ ہے کہ اس کا حافظہ غیر معمولی ہوتا ہے، ایک وحی کو نازل ہوئے کتنا ہی عرصہ گزر جائے نبی اس کو نہیں بھولتا۔ دوسری باتوں کے بارے میں بھی نبی کے حافظہ کا یہی حال ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی باتوں میں کبھی تضاد نہیں ہوتا۔

○ آٹھویں خصوصیت نبی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی طاقت سے نہ ڈرتا ہے اور نہ اس کی خوشامد کرتا ہے چونکہ نبی کو کامل یقین ہوتا ہے کہ اللہ اس کا محافظ ہے اس لئے وہ کسی سے خوف نہیں کھاتا۔

قادیان کے مرزا غلام میں مندرجہ بالا خصوصیات ڈھونڈنا بھی انبیاء کی شان میں گستاخی ہے جس کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں لیکن جھوٹے کو گھر تک پہنچانے والی بات ضروری معلوم ہوتی ہے۔

■ مرزا جب لڑکا تھا تو اپنے نوکر کے ساتھ گھر کی کچھ رقم لے کر بھاگ گیا تھا اور ساری رقم خرچ کرنے کے بعد گھر واپس آیا تھا۔ غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبواتا تھا، پلومر کی شراب پیتا تھا، اپنے مخالفین کو بہت بری بری گالیاں دیتا تھا، بددعا دینا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا دو مرتبہ عدالت نے بددعا دینے اور گالیاں دینے پر اس سے معافی نامہ لکھوایا، خود اس کے ماننے والوں نے اس پر غبن کا الزام لگایا تھا۔

■ اس پر وحی انگریزی زبان میں نازل ہوتی تھی جس کو وہ نہیں سمجھتا تھا اور دوسروں سے اس کے معنی پوچھتا پھرتا تھا، اپنے دو اساتذہ کے نام تو مرزا نے خود بتائے ہیں لیکن دوسری کتابوں میں ہے کہ اس کو دو سے زیادہ حضرات نے پڑھایا تھا۔ مرزا شاعری بھی کرتا تھا، اس کے چند اشعار اتنے بے ہودہ ہیں کہ ان کو لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، مرزا ایک نہیں بہت سی کتابوں کا مصنف تھا اور انگریزی حکومت کی تعریف میں یا خوشامد میں جو کتابیں لکھی تھیں اس سے کئی الماریاں بھر گئی تھیں۔ مرزا اپنی پیش گوئی کو سچ ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ محمدی بیگم سے نکاح ہونے کی پیش گوئی کردی پھر اپنا نمائندہ محمدی بیگم کے والد کے پاس بھیجا کہ وہ کسی طرح اپنی بیٹی کی شادی کرنے پر راضی ہوجائے لیکن اس نے انکار کردیا۔ مرزا کا حافظہ اتنا کمزور تھا کہ اس کو چند منٹ پہلے کی ہوئی بات بھی یاد نہیں رہتی تھی اسی لئے اس کی باتوں میں تضاد کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ مرزا انگریزی حکومت سے بہت ڈرتا تھا اور ان کی خوشامد میں سینکڑوں رسائل اور کتابیں لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

نبی کا درجہ تمام انسانوں میں سب سے افضل ہوتا ہے مرزا تو ایک شریف آدمی بھی نہیں تھا۔ اللہ سب کو مرزا کے دجل و فریب سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالحق تمنا............ کراچی

سب سے اعلیٰ سب سے بہتر آپؐ ہیں
رہبران دیں کے رہبر آپؐ ہیں

رحمت اللہ ہیں سب انبیاء
ہیں وہ سب دریا، سمندر آپؐ ہیں

کیوں سفر کی مشکلیں خاطر میں لائے
قافلہ وہ جس کے رہبر آپؐ ہیں

آپؐ پر خالق ہے کتنا مہرباں
ساری دنیاؤں کا محور آپؐ ہیں

مسجدیں تو ہیں، مگر انساں کوئی
ہے اگر اللہ کا گھر، آپؐ ہیں

گلشن دیں ہے عبارت آپؐ سے
رنگ و خوشبو کے پیمبر آپؐ ہیں

یہ بھی اک اعجاز ہے امی ہیں آپؐ
علم کا لیکن سمندر آپؐ ہیں

○○○

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعے مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت' دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ذریعے قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوۃ' صدقات' خیرات' فطرہ' عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

(نوٹ) رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے پر مصرف میں لایا جاسکے

ترسیل زر کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

- **فون** 514122- فیکس 542277

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

کراچی کے احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم-اے جناح روڈ کراچی میں رقوم جمع کرا سکتے ہیں

رابطہ :

دفتر کراچی فون 7780337- فیکس 7780340